KRI-412

२०१७
3-11-17

سُورگ کی کھوج

(ایک ناٹک)

دینو بھائی پنت

سنہ ۱۹۶۳ء

پہلا ایڈیشن

طباعت:۔ چاند پریس جموں

قیمت
دو روپے پچاس نئے پیسے

ڈوگری سنستھا بکڈ ڈنگہ جموں

تعارف

دینو بھائی پنت جی کا یہ ناٹک اردو کے ڈرامائی ادب میں اپنے موضوع
کی تاریخی اہمیت کے اعتبار سے، ایک اہم اضافہ ہے اس ناٹک کا محرک کشمیر کی حسین
وادی میں انسانوں کی آبادی کی ابتدا کی ایک قدیم روایت ہے۔ روایت کے مطابق
وادی کشمیر زمانہ قدیم میں ایک جھیل تھی جو ستی سر کے نام سے موسوم تھی۔ اس جھیل
کے اطراف پہاڑیوں پر انسانوں کی ابتدائی آبادیاں بسی تھیں۔ وادی کشمیر کی زرخیز زمین
اس میں پائے جانے والے بعض پیڑے اور پہاڑوں پر دو کا بندھن کے ترشے ہوئے
پتھر، اس روایت کے ثبوت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ روایت یہ بھی بتاتی ہے کہ ستی سر
جلادھو نامی ایک راکشس کا مسکن تھی۔ جو لوگوں کو دق کرتا اور ستاتا تھا۔ لوگوں نے
اس کے مظالم سے تنگ آکر، اندر تک اس کی شکایت پہنچائی۔ اندر نے اس راکشس
کے عذاب سے لوگوں کو چھڑانے کیلئے۔ بارہمولہ کے قریب پہاڑیوں پر اپنا رتھ
چلادیا، جس سے پہاڑ کٹ گئے۔ اور ستی سر کا پانی بہہ کر وادی کی زمین برآمد ہو گئی مگر
اب جلادھو نے یہ ترکیب کی کہ گھنے دھوئیں کے بادل پیدا کر کے اس کے اندر
چھپ گیا۔ اور اس طرح اندر کی سرزنش سے اپنے آپ کو بچانا چاہا۔ لیکن دیوی
پاربتی نے ایک شارکا یعنی مینا کی شکل اختیار کی۔ اور ایک بڑا پہاڑ اپنی چونچ میں اٹھا
دھوئیں کے بادلوں میں چھوڑ دیا۔ اس پہاڑ کے نیچے جلادھو دب کر فنا ہو گیا۔ اور نئی برآمد
شدہ زمین پر انسان آباد ہو گئے۔ یہ پہاڑی اب ہاری پربت کے نام سے موسوم

ہے اور وادی کے بیچوں بیچ واقع ہے اب پہ اکبر کا تعمیر کرایا ہوا قلعہ توجہ ہر

اس ناٹک کے مصنف نے روایت کو ایک زیادہ انسانی اور حقیقت نما پہلو دیا ہے۔ پہاڑوں کی ابتدائی آبادی سے کئی پیڑھی قبل کشیپ رشی نے پہاڑوں پر لوگوں کی بڑھتی ہوئی آبادی اور لوگوں کی اپنی مویشیوں کو چارہ نہ ملنے کی شکایت کی بناء پر یہ سوچا تھا کہ کسی طرح پہاڑوں کو کاٹ کر اس جھیل سے پانی کی نکاسی کا انتظام ہو جائے، تو ستی سر کی زمین انسانوں کی آبادی کے لئے برآمد کی جا سکے گی۔ اور لوگوں کی اپنے مویشیوں کیلئے چارہ کی قلت کی شکایت رفع ہو جائے گی۔ اتفاق سے آریامان یعنی ایران کی افواج کا سپہ سالار، آنند، اپنی فوج کی پسپائی کے بعد زخمی ہو کر کاشر یعنی کشمیر کی پہاڑیوں کی طرف بھاگ آتا ہے۔ اسے لوہے کی دھات دریافت ہو گئی تھی۔ اب کشیپ رشی کے خواب کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔

ستی سر سے پانی کی نکاسی کی روایت، کشمیر میں انسانوں کی آبادی کے بہت ہی ابتدائی دور سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا تعلق شاید اس عہد سے ہے جب ایران میں آریوں کی آپس میں رقابتوں اور اُن کے مویشیوں کے لئے چارہ کی قلت نے انہیں دشوار گذار پہاڑوں کو عبور کر کے، بھارت کی طرف اور کشمیر کی پہاڑیوں کی طرف نقل مقام کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ شاید کچھ قافلے دوستان اور بلتستان کی طرف سے بھی آئے۔ ان بچھڑے ہوئے قبیلوں کی زبان میں ایرانیوں کی زبان کے مقابلے میں رفتہ رفتہ کچھ صوتی اور لسانی اختلافات بھی پیدا ہو گئے تھے۔ اس ماقبل تاریخ روایت کو، زندگی کا روپ عطا کرنا، بجائے خود تخیل کا ایک یادگار کارنامہ اور اسے ادبی شکل و صورت دینا ایک مستحسن سعی ہے۔

ناٹک کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ پنڈت جی کی ادبی تربیت لسّے روایتی موضوعات کو حیات نو بخشنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ وہ ڈرامہ

کے بڑے اچھے شاعر ہیں، اور شاید اس نسل کے شعراء میں سر بر آوردہ مقام رکھتے ہیں۔ ڈوگری کے شعراء کے تذکرہ "جگمگیاں جوتاں" کے مرتب نے اُن کا حال سرِ فہرست رکھا ہے۔ پنت جی کی نظموں کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں اور انہیں عوام میں مقبولیت بھی حاصل ہے۔

پنت جی کے اس ڈرامے نے اُن کے لئے اردو کے ڈرامہ نگاروں میں بھی مقام پیدا کر دیا ہے۔ اردو میں پنت جی شائستہ ادبی صلاحیتوں پر مجھے کوئی تعجب پیدا نہیں ہوا۔ انکی اپنی زبان "ڈوگری زبان" اردو کے رشتے ناتے کی بہت ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جموں جیسے مردم خیز شہر کی ادبی فضا میں انکے فکر و فن کی تربیت ہوئی ہے۔ اس فضا میں جو محمد عمر نور الہیٰ کا وطن ہے جہاں پنڈت دتاتریہ کیفی نے اپنی زندگی کا ایک معتد بہ حصہ گزارا، اردو کے سخن سنجوں کے نغمے اب تک گونج رہے ہیں۔ اور مجھے اس کا بھی پوری طرح یقین ہے کہ ایک منجھے ہوئے ادبی اظہار کے ذریعے کے طور پر کشمیر، جموں، پونچھ اور ملحقہ علاقے ہجاب میں، یہ ہمیشہ مقبول رہے گی۔ اُس کے ذریعے سے، ہمارے ادیب لسانی سرحدوں کو عبور کر کے پنت جی کی طرح سارے بھارت میں مقبولیت حاصل کریں گے۔

یہ ناٹک ایک مختصر ڈرامہ کی ساری خوبیوں پر احاطہ کئے ہوئے ہے کہانی راست خطوط پر آگے بڑھتی ہے۔ کردار مجسم، اور مصنف کے سوچے سمجھے اور جانے پہچانے ہیں۔ کیشپ رشی ڈرامے کا مقدس کردار ہے۔ تخیل، دور اندیشی اور عزم کا استعارہ ہے۔ شاریکا جس کا تصور شاری سے اخذ کیا گیا ہے۔ خانہ بدوش آریہ قبیلے کی دلیر لڑکی، اور اپرناجو رودر اور راندر کی محبت کا مرکز ہے، اور جس کے اطراف امن اور محبت کے نقش اُبھارے گئے ہیں۔ دونوں ایک مخصوص انفرادیت کی مالک ہیں۔ ادبی اور پاکیزہ محبت کی جھلکیاں، جہاں ڈرامے میں انسانی دلچسپی

پیدا کرتی ہیں محبت کے ایک اعلیٰ تصور کی بھی تبلیغ ہے۔
کہانی دو بچھڑے ہوئے بھائیوں کے ملاپ کی کہانی ہے۔ ایران اور بھارت کی روایتوں کا کشمیر کی حسین وادی اور ایرانیوں کے "ایران صغیر" میں ملاپ بڑا معنی خیز ہے۔ وہیں شاید ایک نشاط ابدی بھی ہے۔ بھٹکے ہوئے اندر کو اسی سر زمین سے زندگی کا سراغ ملتا ہے۔ کہتا ہے۔

"یہاں آکر پا لیا ہے سر چشمہ میں نے اُس آب حیات کا جس کا ایک قطرہ بھی زندگی دے سکتا ہے۔ مردہ قوتوں کو ——— " اور

"تمہاری اس پاک محبت کے سہارے میں زندگی بھر آزادی وطن کے لئے لڑتا رہوں گا"،

اندر اور دو داستانوں کا باجبروت ایش پرستار ہے، لیکن بھارت کی دیو مالا میں ایک دیا جبروت دیوتا ہے۔ گدھوں میں بٹنے سے پہلے یہ غیر منقسم آریہ قوم کا دیوتا تھا۔ اس کو ڈرامے میں لا کر، مصنف نے ایرانی بھارتی، لسانی ترکیب کا شائبہ بھی پیش کیا ہے۔ وہ کشمیر میں رائج آریائی کو پہلے پہل نہیں سمجھ سکتا لیکن کیشپ رشی کی مدد سے وہ اپنی زبان کے بھارتیہ لفظوں پر قابو حاصل کرتا جاتا ہے اور جاننے لگتا ہے کہ خدا (خودا) سویم بھو ہے۔ آتش، آبدہ پدر، پتر، آستان، استھان، ایران، آریا مان، آہور، اسر، باس، داس، خون، شون، (پراکرت لکھون) دست، ہست۔ بازو، باہو۔ زانو، جانو، محترم، کرامات (کرپامتی) گے مسلمہ نہیں۔

بارہ مولہ کے رہنے والے، براہ (برہا) جو آریوں کے دشمن ہیں شاید وہی لوگ ہیں، جو براہوی زبان بولتے تھے۔ اور جن کے بارے میں حال تک یہ خیال تھا کہ یہ آریوں ہی کی ایک شاخ ہیں، اور براہوی آریائی کی شاخ لیکن یہ زبان

دراندر نسل کی زبان ہے جنکے بولنے والے بلوچستان کے ایک محدود علاقے میں اب تک موجود ہیں۔ یہ ابتدائی آریوں کے فطری دشمن ہو سکتے ہیں جنہیں کاشرگن نے بالآخر مغلوب کر لیا۔

اندر آریامان کے دیوگن کا میدیا یعنی "ایران صغیر" کا شر جاتی کی بھلائی کا یادگار کام کر جاتا ہے لیکن اسکا محرک کاشر شخص ہے۔ ایرانی اندر کے نسل نسل میں شرعیت رچی ہوئی ہے۔ اپنے نانا نے سچ کہا تھا: تم سیاست میں کوتاہی کرنے لگے ہو۔ مصنف کے جذبہ وطن دوستی اور قوم پرستی کا یہ پہلو کس قدر مستحسن ہے کہ اندر کی زبان سے بھی وہ لفظ کہلا دیا ہے جو اوپر نقل کئے گئے ہیں کیشپ رشی کی پیش بینی اور عزم، کاشر محنت کشوں کی محنت آریہ مان اندر کی دعا ت کی دیانت۔ بھارت کے مزاج کشمیر کی آزادی کی بہبودی ترقی اور عظمت کی ضمانت ثابت ہو سکتے ہیں۔

ہیچ آپ کے بھائی، کاشیر بھائیوں سے نصف صدی نہیں تو شاید نصف ہزاری قبل بچھڑے تھے۔ ڈرامے میں حق علیحدگی کا تصور زماں پیدا کرتا تھا اس عجیب ناٹک میں طہارت کے بھوت "بری طرح گھس پڑے ہیں۔ پھر بھی مجھے توقع ہے کہ وہ ڈرامے کے پڑھنے میں حارج نہیں ہو سکیں گے۔

پنت جی کا یہ ناٹک چھپنے سے پہلے کئی دفعہ اسٹیج پر کھیلا جا چکا ہے اور ہزاروں لوگوں نے اسے دیکھا اور اس کی داد دی۔ میں اس ادبی کارنامے کی داد تو کیا دے سکتا ہوں۔ ہاں پنت جی کی صلاحیتوں سے متوقع ہوں کہ وہ ایسے کئی موضوعات کے ناٹک ہم کو پڑھنے لطف اندوز ہونے اور کچھ سیکھنے کے لئے دیں گے

سرینگر، کشمیر
۲۱-۱۲-۱۹۶۲ء

پروفیسی عبدالقادر سروری
صدر شعبہ اردو فارسی جموں کشمیر یونیورسٹی

پیش لفظ

اس ہندوستانی ناٹک کی ناول کہانی نیل مت، مارکنڈیہ پوران اور راج ترنگنی وغیرہ اتہاسوں گرنتھوں میں درج ایک ایسی لوک کہانی ہے جو ہزارہا سال سے کشمیر میں سینہ بہ سینہ چلی آرہی ہے۔ دھرتی کا سندرگ کہلانے والی اس خوبصورت وادی کو اپنی محنت اور مسلسل جد و جہد سے وجود میں لانے والے کیشپ رشی کو ہمارے دیدوں اور دیگر تہذیبی کتابوں میں پرجاپتی یعنی دنیا کی تخلیق کرنے والے آدمی برہما کا درجہ دیا گیا ہے۔ کیشپ اور ان کے کاشر قبیلہ کی خود پیدا کردہ ہونے کے باعث ہی اس وادی کو کاشمیر کہا جاتا ہے۔ کیشپ کی اولاد ہی دیو، دیتیہ، دانو، ناگ، بن، تیج، رنون، کھس وغیرہ تیرہ مختلف قبیلوں کی صورت میں سارے بھارت اور دنیا کے دیگر حصوں میں پھیل گئی تھی۔ اس لئے کشمیر تمام بھارت واسیوں کے لئے محض کسی بھی دھرم سے تعلق رکھتے ہوں محض سیر و سیاحت کا مقام نہیں بلکہ تہذیب یا تمدن کا وہ سرچشمہ ہے جو ہر ہندوستانی کے لئے ایک متبرک زیارت گاہ کا سا درجہ رکھتا ہے۔ ہم کشمیریوں کے لئے تو یہ اور بھی فخر کی بات ہے کہ ہمارے ہی ہم نسل بھائیوں نے آگے بڑھ کر دنیا کے اس عظیم ترین ملک کو آباد کیا۔ بھارت ہمارا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اپنے بھائیوں سے الگ نہیں کر سکتی۔

بات انسانی تواریخ کے اس ابتدائی دور کی ہے جب آدمی خود رو جنگلی پھل پھول اور پتھر اور ہڈی کے ہتھیاروں سے حاصل کردہ شکار پر گذر بسر کرتا تھا آج سے ہزاروں سال پہلے ہمالیہ کے اتر پچھمی بھاگ میں اونچے اونچے پربتوں کے

درمیان "ستی سر" نام کی ایک عظیم جھیل تھی جس کے گرد و نواح کی پہاڑی ڈھلوانوں
پر اسی طرح کا ایک آدمی قبیلہ یا گن آباد تھا۔ شیر گھاٹی کے پہاڑوں کی درمیانی اونچائیوں پر
چٹانوں میں کھود کر بنائے گئے کشتیاں باندھنے کے سوراخ جنہیں آج بھی ناؤ
بندھ کہا جاتا ہے۔ اس بات کا ثبوت ہیں کہ ستی سر کا پانی کبھی ان اونچائیوں کو
چھوتا ہوگا۔ سرینگر شہر سے لگ بھگ دس میل دور برزہاماں (برزہوم)
نام کے ٹیلے کی حالیہ کھدائی نے اس بات کے مزید ہزاروں ٹھوس ثبوت مہیا
کر دیئے ہیں۔ کہ کس طرح پتھر اور ہڈی کے ہتھیار استعمال کرنے والا ادنیٰ آدمی
قبیلہ صدیوں تک ترقی کرتا ہوا مکان بنا کر رہنے، مٹی کے برتن استعمال کرنے
اور مال مویشی پالنے سے کھیتی باڑی کے دور تک جا پہنچا۔ ان کھنڈروں
کی تیسری چوتھی سطح سے برآمد ہونے والے مٹی کے برتنوں کی بناوٹ ٹھیک مارنڈہ
اور اونتی پورہ کے ترقی یافتہ تہذیبی دور کے ان برتنوں سے مشابہت رکھتی ہے
جنہیں کہ آریہ تہذیب کے آدرش نمونوں کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اب اس
میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ کہ پتھر اور ہڈی کے ہتھیار استعمال کرنے
والا اور مٹی کے غاروں میں رہنے والا یہ آدم قبیلہ ہزاروں سال کی کٹھن کاوشوں
کے بعد ترقی کرتا ہوا اس جہان آریہ تہذیب کا وارث بنا جس کو دنیا بھر کی
تہذیب و تمدن کی ماں کہا جاتا ہے۔ "برج" اس چلتی پھرتی بستی کا نام تھا جو
اپنے مال مویشی کے چارے کی تلاش میں ادھر ادھر ٹھکانے بدلتی رہتی تھی اور
"ہوم" اس عمل کا نام تھا۔ جس میں تمام کنبہ کے لوگ اپنی مشترکہ کمائی کو آگ میں پکا کر
کھاتے اور سنسار کو بنانے اور چلانے والے دیوتاؤں کے گیت گاتے تھے
لہٰذا برزہاماں سے مراد اسی طرح کی ایک بستی ہے۔ پشو پالن کے بعد کھیتی
باڑی کے دھندے کی دریافت نے پرانے گن سماج کے سامنے

نے مسائل کھڑے کر دیئے۔ یعنی یہ مشترکہ قبیلہ کھیتی کی سہولیات کے پیش نظر
کئی گوتروں میں بٹ چکا تھا۔ گوتر گن ہی اُس اکائی کا نام تھا جس میں ایک ہی پیداوار
کے لوگ اپنے مال مویشی اور کھیتی کی سہولیات کے مطابق دور دور چھوٹے
چھوٹے گروہ بنا کر رہتے تھے۔ بعد میں یہی گوتر یا گوٹ کسی خاص خطے پر مستقل رہائش
اختیار کرنے لگے۔ تو انہیں گرام یا گاؤں کہا جانے لگا۔

پرجاپتی گنیش ٹھیک اُس زمانہ میں ہوئے ہونگے جب گن گوتروں
اور گوتر گاؤں میں تقسیم ہو رہے تھے۔ کیونکہ گن یا قبیلہ کے سردار کو ہی گن پتی کہا
جاتا تھا۔ مگر گوتروں اور گاؤں میں پھیلی ہوئی ساری پرجا کے سردار یا
نیتا کو پرجاپتی کہنا ہی مناسب ہو سکتا تھا۔ لیکن بعد کی صدیوں میں پرجاپتی
ہی رہبر بن گئے ہونگے۔ پرجاپتی گنیش کے دور کا سماجی ڈھانچہ ایک
سے ابھرتے ہوئے "کھیتی باڑی" نظام کی ابتدائی صورت اختیار کر چکا ہوگا یعنی سردار
قبیلہ کے ساتھ گوتر پتی اور گاؤں کے مکھیا بھی سامنے آ چکے ہونگے۔ لہذا
گن کا کام گن پنچائیتوں کے ہاتھ میں آگیا جس میں سب گوتر اور گاؤں کے
مکھیا لوگوں کے صلاح و مشورے ہی سے کام سرانجام پاتے رہے ہونگے۔

آج کی گاؤں پنچایت گن پنچائیتوں کا ہی ایک روپ ہے

رگ وید میں گنیش کے نام سے جو منتروں سے صاف ظاہر ہوتا
ہے کہ اُس وقت تک تانبہ جیسی مضبوط دھات کا شر آریوں کے ہاتھ آ چکی تھی
اور وہ اُس کا استعمال لڑائی کے ہتھیاروں اور کھیتی باڑی کے اوزاروں کے
طور پر کرتے تھے۔ پراچین کتابوں میں "تھرکرما اور ذالو" جیسے عظیم تیلکاروں
یعنی انجینروں کے ساتھ ہی گنیش کا بھی نام آتا ہے پرجاپتی گنیش بہت بڑے
انجینر بھی تھے۔ سنسکرت کا گنیش شلپ نام کا گرنتھ اُن کے تعمیراتی

اصولوں کا مجموعہ ہے۔ کاشمیر میں مارتنڈ اور اونتی پورہ وغیرہ کے مندر اور
اُتر بھارت کے ہزاروں مندروں اور محلوں کی تعمیر انہیں اصولوں کے تحت
ہوتی رہی ہے۔

وکاس اور ارتقائی دور کے اس لمبے سفر میں یہ قافلہ ایک ایسے پرخطر
مقام پر بھی آ پہنچا جہاں کاشر آریوں کی آبادی بہت بڑھ گئی اور ان پہاڑی
ڈھلوانوں پر چراگاہوں اور قابل کاشت زمین کی کمی انتہا کو پہنچ گئی۔ کاشر پرجا کو
بھوک اور تنگی کا شکار ہونا پڑا۔ گن پنچایت ان مشکلات کا کوئی حل پیش نہ کر
سکی۔ گن پرجا کے ایک بڑے بھاگ نے کہیں دور جا کر آباد ہونے کی اجازت
چاہی۔ مگر گن پنچایت یہ پرستاؤ ماننے سے اس لئے قاصر رہی۔ کہ جھیل کے
دوسرے کنارے "براہمول" یعنی بارہمولہ کے مقام پر آباد براہا نام کا ایک
قبیلہ جو تہذیب و تمدن میں آریوں سے صدیوں پیچھے رہا ہوا تھا۔ اُن کی اس بکھری
ہوئی طاقت سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ براہا لوگ آئے دن حملے کر کے کاشر
گوتروں کے مال مویشی پکڑ کر لے جاتے اور گوالوں کو مار ڈالتے تھے۔ دُور دور
آباد کاشر بستیوں کو دن رات دشمن براہوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

ادھر براہوں کا سردار جلودبھوا اپنے کو جھیل کا خدا کہتا اور اُس کے قبیلہ
کے لوگ اُسے دیوتا کہہ کر پوجتے تھے۔ ایسی صورت میں کچھ کاشروں کا باہر چلے
جانا قبیلے کو مزید کمزور کرنے کا کارن ہوتا۔ لہٰذا پرجاپتی کشیپ نے نہایت
غور و خوض کے بعد گن پنچایت کے سامنے یہ نیا حل پیش کیا کہ ہمیں براہامول
کے مقام پر نسبتاً کم اونچے پہاڑوں کو کاٹ کر ستی سر کے پانی کو خارج
کر کے اُس کے نیچے دبی سینکڑوں کوس نئی زمین حاصل کرنی چاہئے۔ کافی
سوچ وچار کے بعد گن کے لوگوں نے اس سجھاؤ کو مان لیا۔ رُدر، اندر

شاریکا دیوی وغیرہ نے جلد دیکھ کر مارا اور سب کا شترؤں نے مل کر پہاڑوں کو کاٹ ڈالا اس طرح کیشپ اور ان کے کل کی خوبصورت دھرتی کا نام کاشمیر رکھا گیا۔

اس ناٹک کا نایک یعنی ہیرو "رودر" بڑی تیاگ اور بھلائی کا دیوتا ہے جس کے ہزاروں منتر ویدوں میں گائے گئے ہیں۔ "رودر" کے لفظی معنی بھی دوسروں کے دکھوں کو دور کرنے والے کے ہیں۔ کاشمیر کے لوگ ہزاروں سالوں سے اس قربانی اور کلیان کے آدرش کی پوجا کرتے آرہے ہیں جس نے سب کی بھلائی کے لئے خود زہر کا گھونٹ پی لیا اور جان بوجھ کر موت کو اپنے گلے لگا لیا تھا۔ اسی لئے کشمیر گھاٹی کے بہت سے پہاڑوں، دریاؤ اور جگہ کو شو کے متبرک ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس جبھا گنتش آرئی قبیلہ میں عورتوں کا درجہ مردوں سے بھی زیادہ افضل ہونا نہایت قدرتی بات تھی۔ جنت کشمیر کو وجود میں لانے اور دشمن پرشوں کا خاتمہ کرنے میں شاریکا، اپرنا وغیرہ گن دیویوں نے بھی پورا ہاتھ بٹایا ہوگا۔ اسی لئے نیل متھا میں شاریکا دیوی کا ذکر کاشترؤں کی مہان شکتی کے روپ میں آتا ہے۔ شاریکا اور اپرنا انہیں بھارتیہ ناریوں کے آدرش کردار ہیں۔ جو اپنے ذاتی پیار اور سکھ دکھ کو سماج کی بھلائی کے لئے قربان کر سکتی ہیں مسلسل محنت اور خدمت ہی جن کی خوبصورتی کا راز ہیں۔

آریہ ورت کے دیوتاؤں کا سپاہ سالار سورگ کا راجہ اندر جسے ویدوں میں سکھ سمردھی اور شاہی کا دیوتا کہا گیا ہے۔ دراصل آریہ مان یا ایرنا کا رہنے والا دیوتا تھا۔ اس وقت سندھ سے لیکر ایران تک کا سارا علاقہ آریہ ورت کہلاتا تھا جس کی راجدھانی امراوتی یا جن (جنت) بہشت تھی۔

امر ہرماکھیہ نے جب آریا مان کی راجدھانی پر قبضہ کر لیا۔ تو اندر بے سر و سامانی
کی حالت میں بھٹکتا ہوا ستی سر کے کنارے آباد ناگا شروں کے ساتھ آن ملا اس
دوار دویپ میں بجرسینی لوہا جیسی کار آمد دھات اس نے دریافت کر لی تھی۔ جس
سے ایک طرف پہاڑ کاٹے اور دوسری طرف آریہ مان کو دوبارا آزاد
کرنے میں مدد ملی۔ اتہاس گواہ ہے کہ آریہ مان کے دیو اور کشمیر کے ناگا شر
کبھی ایک ہی تھے جو بچھڑ کر الگ ہوئے تھے۔ لہٰذا ان کی زبانیں تھوڑے بہت
فرق کے ساتھ ایک ہی بھاشا کے دو روپ ہیں۔ کیشپ کے وقت میں
یہ فرق اور بھی کم رہا ہوگا۔ یہ بھاشا وہ ویدک یا روپ آریہ بھاشا تھی جس
سے فارسی اور سنسکرت کی دو شاخیں پھوٹ کر اپنے اپنے ماحول میں پھلتی پھولتی
رہیں۔ ہزاروں میلوں اور ان گنت صدیوں کی دوری کے باوجود بھی یہ بہنیں تو
آخر بہنیں ہیں۔ کشمیر کی گھاٹی سنسکرت اور فارسی دونوں کا ایک ساتھ مسکن
رہی ہے۔ کشمیری زبان خود سنسکرت اور فارسی دونوں سگی بہنوں کا آدرش
ملن سنگم ہے۔

ہندی اور اردو کے کٹر پنتھیوں کو شاید اس ناٹک کی زبان کچھ ناگوار گذرے
مگر یہ تو ایک تاریخی صداقت ہے اگرچہ منہ پڑھی بات نہ سمجھی جائے تو میں عرض
کردوں گا۔ کہ زبانوں کی مشترکہ نسل کے لئے اس طرح کا کٹر پن خودکشی کا باعث بن جاتا
ہے۔ ہندی اردو کا جھگڑا تو محض اپنی ناآشنائی کا ہی بکھیڑا ہے۔ آئیے ہم ایک
دوسرے سے زیادہ گہری واقفیت حاصل کریں۔

ناٹک کے دھر، تانترے، مدگلے، کجر، نندی، کاک وغیرہ سبھی
کردار کشمیر کے ان گوتروں اور کلوں کی نمائندگی کرتے ہیں جن کو صدیوں کے
بعد بھی کشمیری عوام اپنے لقب کے طور پر استعمال کرنے میں فخر محسوس کرتے

ہیں۔ دھرم اور مذہب الگ الگ ہونے پر بھی ہم ایک ہی نسل اور خون سے پیدا بھائی بھائی ہیں۔ کیشپ، رودر اور اندر وغیرہ کردار ہمارے لئے دیوتا ہیں تے ہوئے بھی اپنے دور کے ایسے انسان تھے جنہیں ہماری اور آپکی طرح زندگی کے مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔ اُن کے پکے عزم اور بلند معقد نے ہی انہیں اتنا اونچا اٹھایا۔ کہ آج ہم اُن کو دیوتا کے روپ میں مانتے ہیں۔ اُس زمانہ کے محدود وسائل کو دیکھتے ہوئے اُن نلک پرس چٹانوں کو کاٹنا اور ایک سمندر کو خالی کرکے نئی زمین حاصل کرنا ہمارے عظیم بزرگوں کا ہی کام تھا۔ آج کی تعمیر و ترقی کے دور میں اگر ہم اپنے اُن بزرگوں کے کردار سے کچھ بھی سبق حاصل کر سکیں۔ تو یہ اس ناٹک کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔

میں جناب پروفیسر عبدالقادر سروری صاحب صدر شعبہ اردو و فارسی جموں کشمیر یونیورسٹی کا از حد مشکور ہوں جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود میری اس حقیر کاوش کو کمال توجہ سے پڑھا۔ اور اپنے تاثرات قلم بند کرنے کی زحمت گوارا فرمائی۔

آخر میں مجھے جموں کشمیر کلچرل اکاڈیمی کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جسکی مالی امداد نے مجھے اس ناٹک کی اشاعت کے سلسلہ میں بہت سی پریشانیوں سے بچا لیا۔

دینو بھائی پنت

ایک رائے

اس میں شک بھی کوئی گنجائش نہیں کہ "دھرتی کا سورگ" کہلانے والی کشمیر کی وادی
بہت پراچین کال سے تہذیب و تمدن کا منبع رہی ہے۔ بہت سے ودوانوں کا [illegible]
ہیں آریہ نسل کے لوگ یہیں سے چل کر ساری دنیا میں پھیلے۔ ویدک آریوں کے
پرجاپتی کیشپ اور ان کے رشیوں اور دوسرے ذخیرہ کا شر پتروں نے اس سرزمین کو بڑی محنت
تدبیر اور بہادری سے کام کر کے حاصل کیا۔ اسی اہم ترین پورانک کتھا کو اس ناٹک میں کامیابی
کیساتھ پیش کیا گیا ہے۔ تمیز ترقی کے اس نئے دور میں ہم اپنے ان قابل عقیدت بزرگوں سے
تحریک اور روشنی حاصل کرنے کے سچے طور پر حق دار ہیں۔ جنہوں نے یہ سمجھا کے اس آدمی
ایک میں وہ کارنامے کر دکھائے جن پر ساری دنیا فخر کر سکتی ہے۔ اس ناٹک کے کردار
ہماری اور آپکی طرح انسان ہوتے ہوئے بھی اپنے عظیم کارناموں اور مہان قربانیوں
کے باعث اس اونچے درجہ تک پہنچے ہیں کہ ہم انکو دیوتا ماننے لگتے ہیں۔ دیو بھائی پنت
کا یہ ناٹک یہاں ایک ادبی فن پارہ ہے۔ وہاں بھارتی تہذیب و تمدن کی گہری وابستگی
پیدا کرنے والا علمی شاہکار بھی ہے۔ اس ناٹک کی زبان ہمیں ایک ایسے ماحول میں لا کھڑا
کرتی ہے جہاں سنسکرت اور فارسی دو سگی بہنوں کی طرح پیدا ہوئی تھیں۔ اس
حقیقت کو دیکھتے ہوئے ہندی اردو کا جھگڑا محض ناواقفیت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے یہ ناٹک
ہندی اور اردو کے ان عقیدت مندوں کو میل ملاپ اور یکسی کا سندیش دیتا ہے جو
اپنا اندر قوم کا بہت سا قیمتی وقت اس فرضی بحث میں صرف کر رہے ہیں۔ ناٹک ہر اسٹیج
کی ان تمام خوبیوں سے آراستہ ہے جن کی کہ ایک ناٹک کو اشد ضرورت ہوتی ہے۔ پنت جی
اس ناٹک کی تصنیف کے لئے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ڈاکٹر آر کے کاؤ ایم اے پی ایچ ڈی لسی
فارمر ہیڈ آف دی پوسٹ گریجویٹ ڈپارٹمنٹ آف سنسکرت جموں کشمیر یونیورسٹی

کردار

کیشپ :- کاشر قبیلہ کے عمر رسیدہ سردار
زیادوں سے مشہور رشی

رُندر :- کاشروں کا نوجوان نیتا

اندر :- دیوسینا کا سپہ سالار ایران کا باشندہ

دیتر :- کاشر قبیلہ کا پروہت

تماتر :- ایک بوڑھا کاشر مکھیا

تندری :-

کاکک :- کاشر بھٹ یعنی سپاہی

شارلیکا :- ایک کاشر دیوی

اپرنا :- ایک کاشر حسینہ



پہلا سین

(پرارتھنا گیت کے ختم ہوتے ہی پردہ اٹھتا ہے۔ رنگ
منچ پر آج سے ہزاروں سال پُرانے ماحول میں ہمالیہ
پربت مالاؤں سے گھرے ستی سر کے کنارے کاشر
قبیلہ کے سردار کیشپ رشی کی یگیہ شالہ دکھائی دیتی
ہے۔ ہَون کی آگ کی روشنی میں بکھرے پھول پتے
اور دیگر ساز و سامان سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ابھی
ابھی یگیہ سماپت ہوا ہوگا۔ لکڑی کے اونچے دیوٹ پر
بڑا سا دیپک جل رہا ہے۔ پاؤں تک لمبا چولا پہنے
کمر باندھے اور ہاتھ میں تانبے کا پیالا لیے۔ جوان
کاشر بہلا (دیوی شاریکا) پہرہ دیتی ہوئی کھڑی ہے

اس کی نظریں کھڑکی میں دکھائی دیتے ہوئے انسپچھے برفانی
پہاڑوں اور وستی سر کی لہروں پر جمی ہوئی ہیں۔ اسی وقت
جسم پر شیر کی کھال اوڑھے ہاتھ میں تانبے کا ترشول
اٹھائے رُدور غصہ کے جوش میں داخل ہو کر سیدھا اندر کی
طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔)

شاریکا:۔ (اچانک کھٹکے سے چونک کر بھالا سنبھالتے ہوئے)
کون تم بن پوچھے اندر جانا چاہتے ہو!

رُدور:۔ (جاتے جاتے رُک کر) میں رُدور اپنے کُل پتی
سے ملنا چاہتا ہوں!

شاریکا:۔ (گمبھیر آواز میں) آدر یوگیہ کُل پتی کیشپ ابھی ابھی
یگیہ شالہ سے اُٹھ کر آرام گھر میں گئے ہیں تھوڑی
دیر میں گن پنچایتن کی بیٹھک ہونے والی ہے
اس لئے آج اُن سے ملاقات نہیں ہو سکتی!

رُدور:۔ (چڑھ کر) میرا آج اور ابھی سے ملنا ضروری ہے!

شاریکا:۔ گن پنچایتن کی آگیا نہیں ہے!

رُدور:۔ (بگڑ کر) پنچایت کیا ایک کاشر کو بھی اپنے کُل پتی
سے ملنے دینا نہیں چاہتی؟

شاریکا:۔ ایک سو بیس برس سے بھی اوپر آیو والے
مہارشی کے آرام اور صحت کا دھیان رکھ کر

ہی یہ پرتی بندھ لگایا گیا ہے۔

رُودر :- میں اس پابندی کو ماننے کے لئے تیار نہیں !

شاریکا :- پنچایت کا ودھان سب سے اوپر ہے خود مُکھ پنچ بھی اسے مان کر چلتے ہیں !

رُودر :- (اندر کی طرف بڑھتے ہوئے) میں اس نکمّی پنچایت کی رتی بھر پرواہ نہیں کرتا !

شاریکا :- (للکار کر بجا لاتے ہوئے) ٹھہرو ! میرے جیتے جی تم زبردستی اندر نہیں جا سکتے !

رُودر :- (تڑپ کر گھورتے ہوئے) امیا ! جس پنچایت نے سب کاشتروں کو بھوک اور بربادی کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے ! اس قدر ذلیل اور کمزور بنا دیا کہ آج دسیو پرہا تک بھی ہم پہ ہاتھ اٹھانے کی ہمت کرنے لگے۔ آپ مجھے اسی پنچایت کا حکم ماننے کے لئے مجبور کرتی ہیں ؟

شاریکا :- (ڈانٹ کر) رُودر !

رُودر :- (درد بھری آواز میں) آپ کیا نہیں دیکھتیں ؟ اناج کے لئے کھیت نہیں ہیں ! پشوؤں کے لئے چراگاہیں نہیں ہیں ! جنگلوں میں پھل پھول تک باقی نہیں ہے کاشتر جتنا دن پرتی دن موت کے منہ کی طرف

گھسٹتی جارہی ہے ۔

تانترے :۔ (اسی وقت دھر کے ساتھ داخل ہوتے ہوئے) رُودر ٹھیک کہتا ہے! ابھی پچھلے مہینے جنگلی براہوں نے ہماری ایک سو گائیں مدھومتی کی چراگاہ سے اڑا لیں: پانچ گوالے مار ڈالے اور ہم کچھ نہ کر سکے!

رُودر :۔ (دُکھی ہو کر) بچے دودھ کے ابھاؤ میں بھوکے بلک رہے ہیں ۔! پشو چارے کی کمی کے کارن مر رہے ہیں ۔

تانترے :۔ (بات کاٹ کر) اور یہ پنچایت ہے کہ کانوں میں تیل ڈالے سو رہی ہے ۔

دھر :۔ یہ تو ہوگا ہی! اس سنسار کو بنانے اور چلانے والے دیوتاؤں کی پرارتھنا تک کرنے کوئی نہیں آتا ۔ جب کہ شام کے ناچ رنگوں میں بھیڑ لگی رہتی ہے ۔! یہ سب ادھرم نہیں تو کیا ہے؟

تانترے :۔ پروہت دھر! تم کیا ان بھوکے لوگوں سے من بہلانے کے یہ آخری سہارے بھی چھین لینا چاہتے ہو؟

شاریکا:- پرنشا سمئے پر نہیں ہوتی! برف پہلے سے اُدھک پڑنے لگی! پالت پشو مرگئے۔ جنگلی پشو بھاگ گئے۔ اب اگر اکال پڑگیا تو اس میں پنچایت کا کیا دوش؟

رُودر:- دُوش پنچایت کا نہیں تو کس کا ہے؟ کیا کام تھا اِس پنچایت کا؟ کیا کیا اُس نے اِن آپداؤں کو دُور کرنے کے لئے؟

دھر:- (بےبسی میں) سُورج وہی! چندر وہی! دھرتی اور آکاش بھی وہی ہیں! پر تو جب دیوتا ہی روٹھ جائیں تو منُشیہ کر بھی کیا سکتے ہیں؟

کیشپ:- (لاٹھی کے سہارے داخل ہوتے ہوئے) اگر کرنا چاہیں تو منشیہ کیا نہیں کر سکتے؟

(سب جھک کر بوڑھے رشی کو پرنام کرتے ہیں)

شاریکا:- مہارشی! اِس 'رُودر' نے گن پنچائتن کا اپمان کیا ہے! پنچائتن کی آگیا ملنے سے انکار کیا ہے!

کیشپ:- (رُودر کی طرف دیکھتے ہوئے) یہ سب اِس نوجوان کے کرودھ کا اُبال ہے! میں سب سُن چکا ہوں! مگر اِس کی باتیں جھوٹی نہیں ہیں!

دھر:۔ آپ کُل پتی ہوکر بھی 'رُودر' کے جھوٹے آردپوں کا سمرتھن کرتے ہیں ؟

کیشپ:۔ 'رودر' نے آروپ نہیں لگائے کیونکہ آپ لوگوں کا دھیان اُن باتوں کی طرف دلایا ہے، جن کا کچھ نہ کچھ پربندھ اِس پنچایت کو کرنا ہی چاہیئے (رُودر سے) ہاں بیٹا ! تم اِن کٹھنائیوں کا کیا حل بتانا چاہتے ہو ؟

رُودر:۔ (آدر سے جُھک کر) مہاپتر! میری پرارتھنا ہے کہ ہمیں ایک نیا گن بناکر کہیں باہر چلے جانے کی آگیا دی جائے

شاریکا:۔ تم اِس ستی سر پردیش کو چھوڑ کر ہی باہر چلے جانا چاہتے ہو ؟

رُودر:۔ ہاں ! اِس کے سوا دُوسرا چارہ ہی نہیں ! میرے ساتھ دُھرے دو ہزار کاشر نرناری جانے کو تیار ہیں !

دھر:۔ (حیرانی سے) دو ہزار نرناری ؟

رُودر:۔ ہاں ! کاشر پرجا کی آبادی دس ہزار تک بڑھ چکی ہے۔ گن کے پشوؤں کی گنتی پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو گئی ہے ۔ ان پہاڑوں پر اب

اتنی جگہ باقی نہیں ہے کہ ہمارے بڑھتے ہوئے
پریوار کا پالن پوشن ہو سکے !

دھر :۔ جس دھرتی پر رہتے ہوئے ہمارے کنبہ نے
اتنی وردھی پائی اُسے چھوڑ کر جانا ادھرم ہے!
پاپ ہے !

رُودر :۔ اور لوگ پروہت ! یہ بھی تو ہمارے دھرم منتر
ہی بتاتے ہیں کہ ایک بڑھتے ہوئے گن
کو اپنے میں سے نئے گن بنا کر باہر بھیجے
رہنا چاہئے۔ تاکہ نئی پرجائیں اپنے لئے نئی
بستیاں بسائیں اور پوری طرح پھل پھول سکیں۔

شاریکا :۔ آج جب کہ دشمن براہا لوگ ہم پر چاروں
طرف سے حملے کر رہے ہیں تو اس طرح ہزار
لوگوں کا باہر چلے جانا گن کو کمزور بنانا نہیں تو کیا
ہے ؟

رُودر :۔ ہزاروں بھوکے اور کمزور لوگوں کی نسبت تھوڑے
مگر طاقتور آدمی دشمن کا سامنا زیادہ اچھی طرح
کر سکتے ہیں !

کیشپ :۔ کچھ بھی ہو ہمیں اس سچائی کو ماننا ہی پڑے
گا۔ کہ ان پہاڑوں پر اب نئے کھیت اور

گوچر بنانے کے لیئے استھان باقی نہیں ہے!

رُودر :- ٹھیک پتا! اسی لیئے تو میں کہتا ہوں کہ ہمیں نئی بھومی تلاش کرنے کی انومتی دی جائے

کیشپ :- نہیں! اس سمے جب کہ شترو ہم پر چاروں طرف سے آکرمن کر رہے ہیں تو کسی پرکار بھی لوگوں کا باہر چلے جانا اپنی شکتی کو کمزور کرنا ہوگا!

تانترے :- تو کیا بھوکوں مرتے رہیں؟

کیشپ :- منشیوں کے جیون میں کبھی کبھی ایسے کٹھن دن بھی آتے ہیں۔ کہ بھوکوں رہ کر بھی آپداؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس پرکار نراش ہونے کے بجائے ہمیں دوسرے اُپایوں پر وچار کرنا ہوگا۔

رُودر :- دوسرے اُپائے؟

کیشپ :- ہاں! میں یہیں اسی ستی سر پردیش میں اتنی دھرتی کو جانتا ہوں کہ اسے حاصل کر کے ہم ہزاروں برس تک پھل پھول سکتے ہیں۔ کیول اُپائے اور شرم کرنے کی ہمت چاہیے

شاریکا :- اسی ستی سر پردیش میں نئی دھرتی؟

تانترے (تمسخر میں ہنس کر) ہاں! سیلنوں کی دنیا میں دھرتی
کی کیا کمی ہو سکتی ہے؟

کیشپ:- (اپنے آپ سے) ہاں! اب وہ سمے آ گیا ہے
کہ ہم کاشر آریہ اچھا جیون پراپت کرنے کے
لئے اُس مہان شرم یگیہ کو شروع کر دیں جسے دیکھ
کر آکاش کے دیوتا بھی دنگ رہ جائیں!

دھر:- (خوش ہو کر) میں پہلے ہی کہتا تھا۔ کہ یگیہ کرنے سے ہی
سکھ سمپت مل سکتے ہیں۔

تانترے:- (گرج کر) ہاں! تو اب رہے سہے پشو بھی یگیہ
میں بلی چڑھا ڈالو!

کیشپ:- یگیہ کا ارتھ کیول ہون کرنا اور پشو بلی چڑھانا نہیں
ہے۔ تانترے!

دھر:- تو پھر کیا ہے؟

کیشپ:- یگیہ تو اس سانجھے اُدّم اور خلق کا نام ہے
جسے ہم سب مل کر سب کی بھلائی کے لئے کریں

شاریکا:- کل پتی اپنے من کی بات صاف صاف بتائیں

کیشپ:- تو سنو! ہمیں اس مہان ستی سر کے نیچے
ڈوبی سینکڑوں کوس لمبی چوڑی دھرتی کو باہر نکالنا
ہوگا!

دھر (حیرانی سے) یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مہا پتر؟

تانترے :- (ہنس کر) معلوم ہوتا ہے آپ نے آج بوٹی کچھ زیادہ پی لی ہے۔

کیشپ :- نہیں! میں سب کچھ سوچ وچار کر ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ میں نے جیون بھر ان پہاڑوں اور پانیوں کا اچھی پرکار سے نریکشن کیا ہے اور اب پورے وشواس کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ کام ہو سکتا ہے۔

زودر :- مگر کیسے؟

کیشپ :- (پہاڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) وہ دور پچھم دشا میں یہاں سے بارہ مول کی نیچی پربت مالا شروع ہوتی ہے نہیں سے اُن پہاڑوں کو کاٹ کر اس ساگر کے پانی کو باہر نکالنا ہوگا۔

دھر (حیرانی) پربتوں کو کاٹ کر؟

کیشپ :- ہاں! ہاں! اُن پہاڑوں کو کاٹ کر!

شاریکا :- یہ کام کیا ہم منشیوں کے بس کا ہے؟

کیشپ :- ہمارے پورب پُرکھا وشنو نے پربت کے پانیوں کو کاٹ کر ہی وہ دھرتی پائی

پائی تھی۔ جیسے آج سُورگ کہا جاتا ہے!

تانترے:۔ ہم کیا دیوتاؤں کے برابر شکتی رکھ سکتے ہیں۔؟

گیشپ:۔کیوں نہیں؟ ہم بھی تو اُنھیں کی سنتان ہیں.... وہ بھی تو ہماری طرح ہی منشیہ تھے! اُن کے اُدّم اور کاریوں نے ہی اُنھیں اتنا اونچا اٹھادیا کہ آج دیوتا کہہ کر پُوجے جاتے ہیں۔

دکھر:۔ یہ تو ٹھیک ہے.... پرنتو....

گیشپ:۔ (جوش میں) ہمارے گن کے کام کرنے کے لائق تین ہزار آدمی اگر دس ہاتھ دھرتی بھی دن میں کاٹیں تو پانچ ہی برسوں میں کام پورن ہو سکتا ہے!

رُودر:۔ مگر وہاں تو بجر کے سمان کٹھور چٹانیں کاٹنے کا کام ہے! آخر ہم اُن چٹانوں کو کاٹیں گے کیسے؟

گیشپا:۔ درڑھ ہمت۔ اٹوٹ ایکتا اور اٹل وشواس کے رہتے آدمی کیا نہیں کر سکتے؟ آگ اور پانی کے پریوگ سے اِن چٹانوں کو بھی مٹی کی طرح بھُر بھُرا بنایا جائے گا پھر آج تو ہمارے ہاتھ میں تانبہ ہے اِتابنے کے بسولے اور ہتھوڑے ہیں!

تانترے :۔ (چڑھ کر) مگر سانپ کے سر سے منی اتارے گا کون ؟ وہ جگہ تو دشمن براہوں کے قبضہ میں ہے ... اور وہاں رہتا ہے اُن کا ظالم سردار جلو و جھو - جسے وہ لوگ دیوتا مان کر پوجتے ہیں

دھر :۔ (نفرت سے) وہ بربر لوگ کتوں اور سوکروں کی بھی پوجا کرتے ہیں

تانترے :۔ مگر پروہت! پچھلے یدھوں میں تم اُن کی طاقت تو دیکھ ہی چکے ہو!

رُندور :۔ (غصہ میں) کسی پر حملہ کرنا ہم کاشروں کی نیتی نہیں اگر گل پتی کہیں تو ہم ایک سپتاہ کے اندر دشمنوں کو نشٹ کر سکتے ہیں۔

کیشپ :۔ نہیں نہیں! کسی پر حملہ کرنیکی ضرورت نہیں اگر وہ لوگ بات چیت دوارا مان جائیں تو ہمارا کام اور بھی آسان ہو سکتا ہے۔ وہ لوگ بھی مل کر ہمارے ساتھ کام کر سکتے ہیں

تانترے :۔ براہا کریں گے کام ؟

کیشپ :۔ ہاں! وہ لوگ تو ہم سے زیادہ دُکھی ہیں جنکے پاس نہ کھانے کو اناج نہ رہنے کو گھر ہیں!

تانترے :۔ اگر وہ نہ مانیں تب ؟

کیشپ :۔ تب ہر پرکار سے اپنی پرتھوی کو سپھل بنانا ہمارا دھرم ہے

تانترے :۔ ارتھات یدھ بھی کرنا ہوگا

کیشپ :۔ پرجا کی بھلائی کے لئے کیا جانے والا

یدھ بھی یگیہ کہا جائے گا۔!

رُودر :۔ (ہاتھ جوڑکر) تو کیا کُل پتی کی یہ یوجنا ہماری جنتا میں پرسارت کر دی جائے ؟

شاریکا۔ دھر (دونوں ایک ساتھ) ہاں ! ہاں ! ہمیں سویکار ہے!

تانترے :۔ (کرودھ میں) ہاں ! ہاں ! سب سے کہہ دو کہ پہلے بھوکوں مرتے تھے ۔ تو اب پتھروں سے سر پھوڑ کر مرنے کے لئے تیار ہو جائیں !

شاریکا :۔ (تیز ہو کر) بھدر تانترے ! تم ہر بات کا ورودھ ہی کرتے ہو یا جینے کا کوئی دوسرا اُپائے بھی بتا سکتے ہو ؟

دھر :۔ یہ ہے ہی ایسا ! ہر بات کا اندھیرا پہلو دیکھتا ہے

تانترے (غصہ میں کانپتے ہوئے) تمہارا مطلب ہے کہ میں اس سبھا میں چپ بیٹھا رہوں۔ اپنا مت بھی نہ دوں ؟

شاریکا :۔ مت تو تم نے دیا ہی نہیں۔

تانترے :۔ تو سُن لو ! میں اب بھی کہتا ہوں کہ اس ان ہونے کام میں ہاتھ ڈالنے کی نسبت کہیں دُور جا کر بسنا لابھدائک اور آسان ہے !

رُودر :۔ مگر کیسے ؟ باہر جا کر بھی تو ہمیں جنگل کاٹ

گی۔ بنجر دھرتی آباد کرنی پڑے گی۔ جس پر برسوں کی محنت درکار ہو گی۔ اور ہو سکتا ہے کہ دشمنوں سے یدھ بھی لڑنے پڑیں!

(اسی وقت سندری اور کاک ایک ہٹے۔ ایک لہولہان بد رلیسی کو لا کر سب کے سامنے پٹک دیتے ہیں۔ اُس کے ہاتھ کی گٹھڑی دُور جا گرتی ہے۔ اور وہ ڈر سے کانپتا ہوا سب کو دیکھنے لگتا ہے اُس کا لباس عجیب۔ آنکھیں نیلی اور بال بھورے ہیں۔ اس اچانک گھٹنا سے سب لوگ سناٹے میں آ جاتے ہیں۔ سپاہیوں کے ہاتھوں میں بھالے چمک رہے ہیں۔ اور اُن کے سانس پھولے ہیں)

کیشپ (گمبھیر آواز میں) کاک! یہ کون ہے؟

کاک (سر جھکا کر) ایک دُشمن۔ جو پورب کی چراگاہ میں دیودار کے درختوں کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا

سندری:۔ جب گوالوں نے دیکھا تو بھاگ نکلا!

کاک:۔ اس نے ہمارے بیس گوالے گھائل کر ڈالے

سندری:۔ بڑا بھاری نشانے باز ہے!

کاگ :- بڑی کٹھنتا سے قابو میں آیا !

رُودر :- (بھڑک کر) اچھا تو میں ابھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں بھون ڈالتا ہوں !

کیشپ (رُودر کو روکتے ہوئے) ٹھہرو ! یہ گن کا بندی ہے اس کے اپرادھ کا ترنیہ بھی گن پنچایت ہی کر سکتی ہے !

شاریکا :- اس سے پوچھئے کہ یہ کون ہے !

رُودر (تریشول تان کر) تم کون ہو ؟

پردیسی (ڈر کر) تا - نا - نا

کیشپ :- تم اپنا تریشول ہٹاؤ رُودر ! یہ گھائل آدمی بھاگے گا نہیں !

(رُودر ہٹ جاتا ہے کیشپ کچھ دیر چپ چاپ اُس کی طرف غور سے دیکھتے رہتے ہیں - پردیسی ڈرا ہوا سا چاروں طرف تاکتا رہتا ہے -)

کیشپ (کچھ نرمی سے) تمہارا نام کیا ہے ؟ نام ...

پردیسی (کچھ کچھ بات سمجھتے ہوئے گرلاتے ہوئے) نام ... نام من اندرات !

کیشپ :- تمہارا نام اندر ہے ؟

پردیسی :- ہام پدرد !
کیشپ (حیرانی سے) ہیں ! پدر ! ..... تم کس استھان کے باسی ہو ؟
پردیسی :- (دہراتے ہوئے) آستان. باش ! .... از بہشت ایران مے باشی
کیشپ :- تم بھی اچھت آریہ مان ۔ سورگ کے رہنے والے ہو ؟
پردیسی :- ہاں محترم !
کیشپ :- تم کس کُل کے جن ہو !
پردیسی (سوچتے ہوئے) کُل ... قبیلہ ... از قبیلہ دیو ہستم ۔
کیشپ (حیرانی سے) آریہ مان کا دیو ! ... یہاں کیسے آئے ہو ؟
پردیسی :- آفت زدہ ہستم ۔
کیشپ :- آپدہ گرستم ! کیا آپدہ آئی ہے تم پر ؟
پردیسی :- آہور ہرناکھ آتش زد کرد بہشت مارا ۔
کیشپ :- اسر ہرناکھیہ نے تمہارے بہشت کو جلا ڈالا
پردیسی :- ہاں محترم !
کیشپ :- (سب کی طرف) مکھیا جنوں ! یہ آدمی آریہ

ناگ سورگ کا رہنے والا ہے دیو ہے اور
کہتا ہے کہ ان کی بستی بہشت کو ہرناکھیہ نام
کے اسُر نے جلا ڈالا ہے۔ اس لئے یہ گیدڑ
کا مارا یہاں آیا ہے۔ اب آپ لوگ اس
کے بارے میں اپنا مت دیں!

(سب چپ رہتے ہیں)

رُودر :- (چپی توڑتے ہوئے) اس نے ہمارے گن کے
لوگوں کو گھائل کیا ہے۔ اس لئے اسے موت
کا دنڈ دیا جائے!

کیشپ :- پرنتو آریہ ناگ کے دیو ہمارے اپنے بھائی
بندھو ہیں اس لئے اسے مارنا پاپ ہے

رُودر :- آریہ ناگ کے دیو ہمارے بھائی بند؟

کیشپ :- ہاں! ہم کاشر آریوں کا یہ کُل ایک دن
دیوگن سے بچھڑ کر ہی یہاں آیا تھا۔

تانترے :- مگر اس کی بولی تک ہم سے نہیں ملتی؟

کیشپ :- بیس پیڑھی پہلے بچھڑے لوگوں کی بھاشا میں
تھوڑا بہت انتر تو آ ہی جاتا ہے پرنتو مجھے
اس کی بھاشا سمجھنے میں کوئی کٹھنائی نہیں آتی

رُودر :- ہو سکتا ہے کہ کوئی شترو ہمیں دھوکا دینے کے

لیے رٹی رٹائی بھاشا بول رہا ہو؟

کیشپ:- سے دیکھ کر تو ایسا پرتیت نہیں ہوتا۔ تو بھی ہمیں چوکس رہنا چاہیے!

شاریکا:- اگر یہ شترو ہوا تو اس کے ساتھ از شبہ ہی اور ساتھی بھی ہوں گے!

کیشپ:- (نندی اور کاک سے) جاؤ سب شستر دھاری بھٹوں سے کہہ دو کہ تمام راستوں پر چوکسی سے پہرہ دیں! اور شیگھر سینا پتی 'ورن' کو ہمارے پاس بھیجدو!

(نندی اور کاک پرنام کر کے چلے جاتے ہیں)

شاریکا:- اس کی یہ گٹھڑی تو کھول کر دیکھ لی جائے؟

کیشپ:- (تانترے سے) تم دیکھو اس میں کیا ہے!

(تانترے گٹھڑی اٹھانے لگتا ہے پردیسی گھبرا کر اس کے ہاتھ گٹھڑی چھین کر اپنی چھاتی میں تھام لیتا ہے۔ رُدر غصہ میں ترشول تان کر آگے بڑھتا ہے ڈر سے پردیسی کی پکڑ ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ تانترے گٹھڑ ی کھول کر دیکھتا ہے چند پتھر اور سیپ . مات کے ٹکڑے نکال کر سب کو دکھاتا ہے)

کیشپ :۔ (تانترے کے ہاتھ سے ٹکڑے لیکر دیکھتے ہوئے)
یہ تو پتھر ہے مگر یہ دوسری کوئی بھاری دہات معلوم ہوتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پرنتو یہ تانبہ تو نہیں ہو سکتا!

دھر :۔ تب پھر اسی سے پوچھئے کہ یہ کیا وستو ہے!

کیشپا :۔ (اندر سے) دیو اندر یہ کیا وستو ہے؟

پردیسی :۔ ایں یک کراماتی دھات است!

کیشپ :۔ کیسی کرامتی دھات؟ کیا کریا ہے اس میں؟

پردیسی رشی کے ہاتھ سے پتھر اور دھات کے دو ٹکڑے لے کر سب کے سامنے ایک دوسرے پر زور سے مارتا ہے اور آگ کی چنگاریاں نکلتی ہیں جو پردیسی کے ہاتھ میں پڑے بروزے پر سلگنے لگتی ہیں۔ سب حیرانی سے دیکھتے ہیں)

دھر :۔ (خوش ہوکر) ہو! پتھر میں سے آگ!

تانترے :۔ خوب چمتکار!

پردیسی دھات کا ٹکڑا لے کر پاس پڑے
پتھر پر مارتا ہے اور پتھر کے کئی ٹکڑے
ہو جاتے ہیں ؟

شاریکا :- یہ دھات تو پتھر کو بھی توڑ سکتی ہے !
کاٹ سکتی ہے !

رُودر :- (جوش میں آکر) آپ لوگ اس جادوئی دھاری کے
چکمے میں مت آیئں ! یہ دشمن بھی ہو سکتا ہے
ایسے شکتی شالی شترو کو ابھی کچل دینا چاہیئے !

کیشپ :- نہیں ! اس کا جیوت رہنا اب اس لئے بھی
ضروری ہے کہ ہمیں اس نئی دھاتو کا بھید
مل جائے ۔ تاکہ ہمارا پربت کاٹنے کا
کام ادھک آسان ہو جائے !

وِدھر :- پرنتو رُودر کا کہنا بھی تو جھوٹ نہیں ہے
شری مان !

شاریکا :- اسے کڑی نگرانی میں رکھا جانا چاہیئے !

رُودر :- تو لایئے میں اسے کال کوٹھری میں بند
کر دوں !

کیشپ :- نہیں ! میں اسے اپنی درشٹی میں رکھنا
چاہتا ہوں ! یہ میرے ساتھ کی کٹیا میں

رہے گا۔ اور دُہتا اپرنا شیم اِس کی نگرانی رکھے گی۔! (شاریکا سے) شاریکا! تم خود اپرنا کو بلا لاؤ!

(شاریکا جاتی ہے)

رُودر :۔ اپرنا کرے گی اِس کی نگرانی؟

کیشپ :۔ ہاں وہ بدھی متی لڑکی آسانی سے اُس کی بھاشا بھی سیکھ سکے گی اور اِس ذہات کا بھید بھی نکال لے گی!

رُودر :۔ مگر وہ لڑکی ......

کیشپ :۔ ہاں! اُس میں اتنی شکتی ہے کہ وہ اپنی رکھشا کرتے ہوئے اِس کام کو کر سکے!

رُودر :۔ مگر آپ سوچیں تو!

کیشپ :۔ گھبراؤ مت! میں جانتا ہوں کہ تم اُسے پیار کرتے ہو! پرنتو گن کا کام سب سے اُوپر ہے! اور اِسے کیول وہی کر سکتی ہے

(اِسی وقت شاریکا کے ساتھ مسکراتی ہوئی نوجوان خوبصورت لڑکی اپرنا پھولوں کے گہنے پہنے رُودر کی طرف کنکھیوں سے دیکھتی ہوئی داخل ہو کر رشی کے پاس

حیا کھڑی ہوتی ہے ۔)

کیشپ :۔ (پیار سے) میں تمہیں ایک کٹھن کام سونپنا چاہتا
ہوں بیٹی !

اپرنا :۔ (تعظیم میں جھک کر) امبا شاریکا سے سب کچھ سُن چکی
ہوں ۔ سب کام آپ کی مرضی کے مطابق ہوگا ۔

کیشپ :۔ (خوشی میں پیٹھ تھپکتے ہوئے) شاباش بیٹی ! مجھے تم سے
یہی آشا تھی ۔ پرنتو ذرا ہوشیار رہ کر کام کرنا
ہوگا ؟

اپرنا :۔ آپ نشچنت رہیں بابا !

کیشپ :۔ اچھا ! تو اب آپ لوگ اپنا اپنا کام
کریں (رُک کر دھر سے) دُھر ! تم سب تانبہ
کھودنے والوں سے کہہ دو ! کہ آج دُدگنی
ماترہ میں تانبہ کھودیں (رُودر سے) رُودر ! تم کو
میں گن کے سب نوجوانوں کا مکھیا گھوشت
کرتا ہوں

(رُودر سر جھکا کر پرنام کرتا ہے)

تانترے (تلملا کر) کاشر لوگ اوشیہ اس من مانی کا
درودھ کریں گے !

کیشپ :۔ (گمبھیر مسکراہٹ کے ساتھ) میرے بیٹے سدا محنت

اور اُدّم کا سواگت کرنے آئے ہیں! ....
پھر بھی سب کی سہمتی کے لئے اس یوجنا
کو گن پنچایتن کی کھلی بیٹھک میں پیش کیا
جائے گا۔ (دھیرے سے) دھرا! تم کل ہی گن سبھا
بلانے کا پربندھ کردو! .... (شاریکا کے
کندھے پر ہاتھ رکھ کر جاتے ہوئے)۔ اچھا! آکاش
کے دیوتا تم سب کی سہایتا کریں!
کیشپ شاریکا کے ساتھ دھیرے دھیرے
لاٹھی ٹیکتے نکل جاتے ہیں۔... دھرا ادو
تانتر ایک دوسرے کو گھورتے
اور بڑبڑاتے ہوئے دوسری طرف چلے
جاتے ہیں۔ رُودر پردیسی کی طرف اور اپرنا
رُودر کی جانب ایک ٹک تاکتے ہوئے
کچھ دیر کھڑے رہتے ہیں۔

اپرنا:۔ (شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ) ایسے اس طرح کیوں
گھور رہے ہو؟ یہ اب میری رکھیا میں ہے!

رُودر:۔ (غصہ میں) ہوں! (کہہ کر جوش سے
چلا جاتا ہے)
کچھ دیر جاتے رُودر کی طرف دیکھتی رہ کر

گہری سانس چھوڑتے ہوئے پردیسی
کی طرف مڑتی ہے جو کہ اپنے جسم کے
زخموں کا خون پونچھ رہا ہوتا ہے)

اپرنا :- پردیسی ! یہ کیا ہوا ؟

پردیسی (اشارہ سمجھ کر کے) زخم ! خون !

اپرنا :- (سمجھا کر) خون نہیں ! شُون کہو ! شون

پردیسی :- (دہراتے ہوئے) خون ... شون ... خون
... خون

(پیالے میں پانی بھر کر اندر کے زخموں کا
خون دھونے لگتی ہے۔ پردیسی چُپ چاپ
اُس کے منہ کی طرف دیکھتا رہتا ہے اُس
کے چہرے پر درد کے آثار اُبھرتے
مٹتے سے معلوم ہوتے ہیں)

اپرنا :- (پردیسی کا ہاتھ پکڑ کر) یہ کیا ہے ؟

پردیسی (رُک رُک کر) ایں .... دست مَن

اپرنا :- (سکھاتے ہوئے) دست نہیں ... ہست کہو ! ہاتھ

پردیسی :- (اُسی طرح دوہراتے ہوئے) دست ... ہست
.... ہاتھ !

(کچھ دیر مسکرا کر ہست سے اپرنا کے بازو کی طرف

اشارہ کرکے) ایں چہ است ؟

اپرنا :- (سمجھ کر) یہ بازو ہے - بازو !

پردیسی :- (حیرانی سے) کمال مشابہت : خون شون ... دست
.... ہست .... بازو .... بازو (ہنستا ہے)

اپرنا :- (کچھ اور لفظ دوہراتے ہوئے اور اشاروں سے دکھاتے ہوئے)
یہ پاد ہے ... یہ تیر ہے .... یہ جانو
ہے ... یہ انگل ہے !

پردیسی :- پا ... پاد ... سر ... شر ... زانو
... جانو ... انگشت ... انگل ۔
(کھل کھلا کر ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہو جاتا
ہے۔ اپرنا اس کی طرف مسکراتی ہوئی دیکھتی
رہتی ہے)

اپرنا :- (اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے)
آؤ میرے ساتھ !
(دونوں چلے جاتے ہیں)

پردہ

دوسرا سین

(صبح سویرے سستی سَر کے کنارے ایک
دیودار درخت کے نیچے بیٹھا ہوا رودر پتھر
پر اپنا ترشول تیز کر رہا ہے اسی وقت رسّی
کاتنے کے ڈھیرے پر رسّی کاتتے ہوئے
تانترے داخل ہوتا ہے۔)

تانترے:۔ (رودر کو دیکھ کر پکارتے ہوئے) ارے رودر!
تم کب آئے! کیسا رہا تمہارا گن گوتروں میں گھومنا؟

رودر:۔ (اٹھ کر) نمسکار چچا) کل رات ہی واپس لوٹا ہوں
ہر طرف کُل پتی کی یوجنا کو خوب سواگت ہوا ہے!

سب لوگ پورے جوش کے ساتھ تیاری کر رہے ہیں

تانترے :- (افسوس میں) سب مورکھ ہیں! انت میں سب ہی کو پچھتانا پڑے گا!

رُودر :- (جھڑک کر) کچھ بھی ہو چکا! اب اُس سب کی بھلائی کے کام کا ورُودھ کرنا آپ کو شوبھا نہیں دیتا۔ جبکہ سب کاشٹروں نے ایک مت ہو کر مان لیا ہے!

تانترے :- (افسوس میں) مجھے دُکھ ہے کہ تم سا سمجھدار نوجوان بھی ایک سپنے کے پیچھے بھاگ رہا ہے!

رُودر :- (وشواس کے ساتھ) ہم ابھی ستی سر کو خالی کر کے سورگ سے بھی سُندر اور اُپجاؤ دھرتی کو حاصل کر کے ہی دم لیں گے! کاشٹروں کا یہ سپنا اوشیہ پورا ہو کر رہے گا!

تانترے (چڑھ کر) کاشٹر جنتا پتھروں سے سر پھوڑ پھوڑ کر مر جائے گی۔ مگر کچھ ہاتھ نہ آئے گا!

رُودر :- (بھڑک کر) آپ کی ان تھوتھی باتوں کو ساری جنتا ٹھکرا چکی ہے۔ پھر بھی آپ ورُودھ کرنے سے نہیں چوکتے تو یہ اپرادھ ہے، پاپ ہے!

تانترے :- میں آخری دم تک اس ناممکن یوجنا کا
ورودھ کرتا رہوں گا !

رُودر :- (غصہ میں) گگن ودہان میں اس پاپ کا دنڈ
صرف موت ہے !

تانترے :- (غصہ میں چیخ کر) تم میرا ! ایک مکھیا کا اپمان
کر رہے ہو !

رُودر :- اگر آپ نے بھلائی کے کاموں کا ورودھ کرنا
جاری رکھا تو ساری کاشر پرجا آپ کو اپمانت
کرے گی !

تانترے (غصہ میں کانپتے ہوئے) مورکھ لڑکے ! اگر نیا
گگن بن جاتا تو میں خود گل پتی بن کر تمہیں اس
کا سیناپتی بناتا ! مگر تم !- تمہاری جو مرضی
ہو کرو !

(کہہ کر تیزی سے چلا جاتا ہے)

رُودر :- (جوش میں ترشول تان کر پھر رکتے ہوئے نفرت سے)
نیچ ! سوارتھی ! جن شترو !

ٹھیک اسی وقت موٹا نگرا اگر بھولا بھالا
نندی ، رونی آواز میں بڑبڑاتے اور بار
بار ستو پھانکتے ہوئے داخل ہوتا ہے

اُس کا لباس عجیب و غریب اور صورت
ستانے والی ہے)

نندی :۔ (رُودر کے لفظ دُہراتے ہوئے) ہاں! سچ! سوار تھی
... جن شرُد کہیں کی!

رُودر :۔ (نندی کی طرف دیکھ کر) کیوں! کیا ہوا نندی
رو رہی کیوں ہو؟

نندی :۔ (اپنے آپ ہی بڑبڑاتے ہوئے) ہوں! بڑی
آئی مجھے ستانے والی! چھچھوندر کہیں کی! بنی
بیٹھی ہے، رسوئی گھر کی مالکن!

رودر :۔ بتاؤ تو کون ستاتی ہے تمہیں؟

نندی :۔ (رو کر) وہی تمہاری لاڈلی اپرنا! اور کون

رودر (ہنس کر) کیا کیا اس نے!

نندی (ستو پھانک کر) کھانے کو نہیں دیتی اور کیا!

رودر :۔ ارے! تم کھا تو رہے ہو!

نندی :۔ لو! جو کچھ بھی آتا ... ایں بیچارے نندی
پر ہی برستا! پہلے دس بوجھا گھاس کٹوایا پھر
بچھڑوں کو پانی پلایا۔ پھر گوشالہ کا گوبر بھی صاف
کروایا اور کھانے کو مانگا تو دیئے ہیں یہ چار
چلوے بھر ستو!

رُودر :۔ کیوں بھلا ؟

نندی (اپرنا کی نقل کرتے ہوئے) کہتی ہے .... اب سب ہی کو اتنا ہی کھانا ملا کرے گا

رُودر :۔ مگر کیوں ؟

نندی :۔ (اُسی لہجہ میں) گن کا سارا اناج سنبھال کر رکھدیا گیا ہے ۔ تاکہ پہاڑ کاٹنے کا کام کرتے وقت سب لوگوں کو لگاتار بھوجن ملتا رہے !

رُودر :۔ بات تو ٹھیک بھی ہے نندی ! ہمارے پاس جتنا کچھ اناج ہے اُسے سوچ سمجھ کر ڈھنگ سے ہی خرچ کرنا ہوگا ۔ نہیں تو اتنے بڑے کام میں رکاوٹ پیدا ہوسکتی ہے !

نندی :۔ لو ! جو کوئی بھی آتا بس اس غریب نندی پر ہی برستا ! تم بھی اُسی کی ہانکنے لگے ! تو کیا بھوکے رہ کر کام کرنا ہوگا ؟

رُودر :۔ (ہنس کر) ارے نہیں ! ایک آدمی کا پیٹ بھرنے کے لئے چار پلے اناج کافی ہے ....

مگر ہاں ! تمہارا پیٹ کچھ بڑا ہے اس لئے تھوڑا بہت ساگ پات چر لیا کرو !

نندی :۔ لو ! جو کوئی بھی آتا اس غریب نندی پر

پی. برستا: تم بھی مجھے بیل کہنے لگے ؟

رُودر:۔ جو تمہیں بیل کہے اُس کا سر پھوڑ دوں! مگر سب کی بھلائی کے کام میں تھوڑی بہت تنگی بھی سہنا پڑے تو ہمیں تیار رہنا چاہیئے۔

نندی:۔ تو میں کب انکار کرتا ہوں! مگر مجھے یہ لڑکی بالکل اچھی نہیں لگی!

رودر:۔ پرنتو کیوں ؟

نندی:۔ ارے پوچھتے ہو کیوں؟ کل تک تو تمہارے پیچھے بھاگتی پھرتی تھی۔ اور آج اُس پردیسی کے ساتھ لٹّو بنی گھومتی رہے۔

رُودر:۔ (اُداس ہو کر) چُپ رہو مہتر! اب میرے سامنے اُن باتوں کو مت چھیڑو!

نندی:۔ (بڑبڑاتے ہوئے) مگر وہ بلّی آنکھوں والا ہے بڑا چالاک! اتنے تھوڑے دنوں میں ہماری بولی بھی سیکھ لی۔ اور اپنی چکنی چپڑی باتوں سے سب کے من بھی موہ لیئے!

رُودر:۔ ہونے دو ہمیں کیا!

نندی:۔ (رُودر کو مخاطب کر کے) اسے تم نے نہیں سنا؟ پورن ماشی کو اُسے گن میں شامل کرنے کے

لئے براتیہ یگیہ کیا جا رہا ہے ! (نفرت سے) گن
کے لوگوں کو ساتھ لے جا کر ہیں بچار نئی دھات
لوہا کیا لے آیا کہ سب ہی اُس پر لٹو ہو گئے

رُودر (چڑھ کر) ہونے دو ! ہیں گیا۔

نندی :۔ ارے اوہ بڈال دِن بھر تمہاری اُس رنگین
چڑیا کے ساتھ گیت گاتا پھرے اور تمہیں کچھ
ہے ہی نہیں ۔؟ میں کہتا ہوں اب بھی اُس
سے ملتے جُلتے رہا کرو ۔۔۔۔ نہیں تو پھر رہ
ہو جائے گی ! ہاں !

رُودر :۔ (غصہ میں) میں کہتا ہوں چُپ رہو ! میرے
سامنے اُن بنچکوں کی بات مت چھیڑ۔

نندی :۔ (تیز ہو کر) کوئی ایرا گیرا تمہاری منگیتر کے ساتھ
آنکھ لڑاتا پھرے اور میں چُپ بیٹھا رہوں ؟

رُودر :۔ (چیخ کر) ایشور کے لئے یہاں سے چلے جاؤ۔

نندی :۔ (رو کر) جو کوئی بھی آتا اِس بھولے نندی پر
ہی برستا ! تم اتنے دِنوں بستی سے باہر
تھے اِسی لئے بات کہنی پڑی ۔۔۔۔ نہیں
تو مجھے ۔۔۔۔

رُودر :۔ (دُکھ سے) اچھا ! اچھا ۔۔۔ چلے جاؤ اَب !

نندی:- (ڈٹ کر) جاؤں کیسے؟ میں نے یہ بات تو تمہیں بتائی ہی نہیں... کہ گل مہارشی نے پروہت دھر کو شترو براہموں کے ساتھ صلح سندھی کرنے بارہ مولہ بھیج دیا ہے!

رُودر:- (حیرانی سے) ارے کہتے کیا ہو! وہ جنگلی تو اُسے مار کر کھا جائیں گے!

نندی:- (دبی آواز میں) ارے دھیرے بولو! سب بات گپت رکھی گئی ہے! اُن شتروں کے کھانے کے لئے ایک ناؤ بھر کر بھیڑیں اور بیل بھی بھینٹ کے روپ میں ساتھ بھیجے گئے ہیں۔

رُودر:- (چونک کر) تب تو وہ نیچ نشچیہ ہمیں ہی کمزور سمجھ کر پروہت کو مار ڈالیں گے!

نندی:- ارے نہیں! پروہت کی رکھشا کے لئے سیناپتی وِدُرن بھی اپنے ایک سو بھٹوں کے ساتھ گئے ہیں۔ پرنتو اُن سے کہا گیا ہے۔ کہ تب تک پٹن ٹاپو میں ہی بیٹھیں جب تک کوئی خطرہ سامنے نہ آئے!

رُودر:- یہ تو اور بھی ہانی کی بات ہے! جب تک کوئی پروہت کی مدد کو پہونچے گا تب تک تو بیری اپنا کام کر چکے ہوں گے!

نندی :۔ ارے یہی تو بے چارا بروہت بھی کہتا تھا مگر اس پردیسی اندر نے کسی کی ایک بھی نہ چلنے دی! کہتا تھا۔ کہ جب دوستی کرنا ہے تو ڈر کیسا! اور یہ مکھ پتی ہیں کہ لیں اسی کی مانتے ہیں!

رُدور (دُکھی ہو کر) پتا نہیں کیا ہو گیا ہے ان سب کو!

نندی : مگر یہ سب چالاکی اسی چھوکری کی ہے! اندر خود جانے کو تیار ہوا تو کہنے لگی یہ باہر کا آدمی اُن کی بولی بھی نہیں جانتا! اس لیے کسی دوسرے مانجھی کو بھیجا جائے! میں کہتا ہوں یہ چھوکری پوری ناگن ہے ناگن!

رُدور :۔ (ہونٹ چبا کر) میرے رتر شول میں ان سب شتروں سے نپٹنے کی طاقت ہے! (نندی سے) اچھا تم چلے جاؤ یہاں سے!

نندی (رک کر) لو! جو کوئی بھی آتا۔ اس بے چارے نندی پر ہی برستا.... اچھا میں ہی چلا جاتا ہوں! (غصہ میں چلا جاتا ہے)

(نندی کے چلے جانے پر رُدور اکیلا پریشانی کی حالت میں ادھر اُدھر چکر کاٹنے لگتا ہے پھر درخت کے پتے توڑ کر پاؤں سے مسل ڈالتا ہے اسی وقت کاک بھٹ داخل

ہو کر نمسکار کر کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے)

کاک (رُودر سے) آریہ رُودر! وتا تر کے گوتر سے دو ہزار لکڑی کے ہلتھے آگئے ہیں! انہیں کہاں رکھا جائے؟

رُودر:۔ (ہڑبڑاہٹ سے) میں کچھ نہیں جانتا! جاؤ کُل پتی سے ہی پوچھ لو!

کاک:۔ اور موگلاتن گوتر کے ہتھیار بنانے والے جو ایک سو کر نمکار آئے ہیں انہیں کہاں ٹھہرایا جائے

رُودر (غصہ میں ڈانٹ کر) کہہ جو دیا کہ میں کچھ نہیں جانتا جاؤ کُل پتی سے۔ پوچھو یا اُن کے پیارے اُس اندر سے پوچھ لو!

(کاک چپ چاپ ڈرا ہوا سا چلا جاتا ہے اور رُودر اسی طرح پریشان سا ترشول سے زمین کھودنے لگتا ہے ابھی وقت مسکراتی ہوئی اپرنا داخل ہوکر اُس کے سامنے آ کھڑی ہو جاتی ہے مگر بوکھلایا ہوا سا رُودر دوسری طرف منہ پھیر لیتا ہے)

اپرنا:۔ کیوں کیا بات ہے رُودر؟ آج کل تم دکھائی بھی نہیں دیتے؟

رُودر (رُوکھائی سے) مجھے اپنے کاموں سے فرصت نہیں
اپرنا (دگا کرتے ہوئے) ہاں جی ہاں! اب تم یوجنا کے
مُکھیا جو بن گئے! اب بھلا ایک معمولی لڑکی سے
ملنے کی فرصت کہاں!
رُودر:- اب مجھ سے ملنے کی چاہت ہی کیسے ہے؟
اپرنا:- کیا مت سدھ؟
رُودر (تیکھی آواز میں) مطلب تم اپنے دل سے پوچھو: یا
پھر اپنے اُس پردیسی پیا سے پوچھ لینا!
اپرنا:- (ہنس کر) ارے! تو تم اب بھی اُس پہ ناراض
ہو؟ اب تو گن پنچایت نے بھی اُسے کا شکر
کرنا مان لیا!
رُودر:- (چبھتی آواز میں) چلو تمہارے دل کی سادھ پوری
ہوئی! اب تو خوش ہو نہیں!
اپرنا:- (خوش تو سب کوئی ہے! اُس نے دیے
جیسی دھات کی کھان ہمیں دکھا دی! دھنش
بان بنانا اور چلانا سکھایا! کتنی شکتی ملی ہے اُس
کے آنے سے ہم سب کو؟ جانتے ہو اپنے
دیش میں نہ کیا تھا!
رُودر:- تم نے تو جان لیا!
اپرنا:- (مجھے پن میں) ہاں! مجھے تو اُس نے سب کچھ

کا بتایا ہے! اپنے سوگ میں وہ دیوسینا کا سیناپتی تھا! ۔۔۔ ایک دن جب دیوگن کے لوگ اپنے ناچ رنگوں میں مست تھے۔ تو اچانک دانوں نے حملہ کر کے نگری میں آگ لگادی!

رودر:۔ اوہو!

اپرنا:۔ (اسی انداز میں) رات کے اندھکار میں بہت سے دیو مارے گئے۔ اور باقی نے ہار مان لی! یہ بےچارہ جیسے کیسے ۔۔۔۔

رودر:۔ (بات کاٹ کر) بھاگ نکلا ۔۔۔ جس سینا کا ایسا بہادر سیناپتی ہو اُسے تو ہارنا ہی تھا!

اپرنا:۔ نہیں! تم نہیں جانتے! پہلے اسی اندر نے ان دشمنوں کو دس بار پچھاڑا تھا۔ اسی ابھیمان میں چور دیوگن کے لوگ بھوگ بلاسوں میں اتنے ڈوب چکے تھے۔ کہ اس اچانک حملہ کی تاب نہ لاسکے۔

رودر:۔ اسی لئے یہ بےچارہ اپنی جان بچا کے وہاں سے بھاگ نکلا!

اپرنا:۔ جان بچانے کے لئے نہیں! پھر سے طاقت اکٹھی کر کے اپنے دیش کو دشمنوں سے آزاد کروانے کے لئے!

رُودر: اچھا! تب؟

اپرنا: تب بے چارہ مہینوں بن پربتوں میں ٹھوکریں کھاتا بھٹکتا پھرا ... مگر بھاگیہ کی بات دیکھو! یہاں سے ایک سو کوس پیچھے اسے دو جوالا مکھی پربت دکھائی دیا۔ جس سے نکلنے والا لاوہ ٹھنڈا ہوکر لوہا بن رہا تھا! ...
ہے ایشور! اکیلا آدمی کیسے بھٹکتا ہوگا!

رُودر: اب تو دُور ہوا اس کا اکیلا پن؟

اپرنا: ہاں! ... یہ بھی بھاگیہ کی بات سمجھو کہ کل پتی وہاں تھے ... نہیں تو تم نے اُسے مار ہی ڈالا ہوتا!

رُودر: (کڑک کر) اچھا! اُسی نے بہکایا ہوگا تم کو؟

اپرنا: ہاں! کہتا تھا گن کے سب جوانوں میں مجھے رُودر ہی سب سے اچھا لگتا ... مگر ...

رُودر: مگر کیا؟

اپرنا: یہی کہ تیجا دیر بہادر ہوتے ہوئے بھی کرودھی بہت ہے!

رُودر: (جھنجھلا کر) تم نے کیا کہا؟

اپرنا: میں نے بھی کہہ دیا کہ بات سچ ہے! مجھ سے بھی بات بات ... پر روٹھ پڑتا ہے پر تو...

رُودر :- پرنتو کیا ؟

اپرنا :- (مسکراتے ہوئے) یہی کہ کرودھی ہونے ہوئے بھی ۔۔۔ اتنا کومل اور دیالو ہے کہ جیسے آکاش کا سورج ! سدا سب کی بھلائی کے لئے اپنی جان جلانے والا - !

رُودر :- (پگھل کر) اپرنا !

اپرنا :- سچ کہتی ہوں رودر ! مجھے تمہارا یہ کرودھ بھی بہت پیارا لگتا ہے ! اسی لئے تو کل پتی نے تمہارا نام سب دکھوں کو دور کرنے والا ـــــ رودر رکھا !

رُودر :- اپرنا ! سچ مچ تمہارے اس روپ جوبن اور چترائی نے مجھے پاگل بنا دیا ہے !

اپرنا :- (جھوٹا افسوس کرتے ہوئے) اوہو ! یہ تو بہت بُری بات ہے ۔ کہ تم میرے کارن پاگل ہوئے جاتے ہو ۔

رُودر :- ہاں اگر یہی حالت رہی تو بس سب کام دھام چھوڑ تمہاری کٹیا کے سامنے ڈیرہ جما لوں گا !

اپرنا (شرما کر) ہٹ ! سب لوگ کیا کہیں گے ؟

رُودر :- پھر تم بابا سے کہہ کیوں نہیں دیتیں کہ مجھے رُودر سے بیاہ کرنا ہے ؟

اپرنا (دُکھی ہو کر) کرنا ہوتا ۔ تب کہہ دیتی ! مگر ۔ ۔ ۔

رودر :۔ (چونک کر) کیا مطلب ؟

اپرنا :۔ یہی کہ میں نے بیاہ نہ کرنے کی پرتگیا کرلی ہے !

رُودر :۔ (حیران ہو کر) سچ کہا ہو اپرنا ؟

اپرنا :۔ سچ کہتی ہوں رُودر ! میرے ساتھ دوسری تین سو کاشر لڑکیوں نے بھی "شاریکا" کے سامنے سوگندھ کھائی ہے کہ جب تک ہمارے پاس کافی بھوجن نہیں ہو جاتی ـــــ ہم بیاہ نہیں کریں گی !

رُودر :۔ (بپھر کر) یہ گن دھرم کے خلاف ہے ! گن کو سدا سنتانوں کی آوشیکتا ہے !

اپرنا :۔ بے شک ! مگر سنتانوں کا پیٹ بھرنے کے لیے بھوجن کی ضرورت ہے ۔ جو آج ہمارے پاس نہیں ہے !

رودر :۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے اپرنا ؟

اپرنا :۔ بھوکی اور کمزور پرجا پیدا کرنے سے نہ کرنا ہی بہتر ہے !

رُودر :۔ عجیب بات ہے !

اپرنا :۔ بالکل سیدھی سی بات ہے ! بیاہ کرنے سے پہلے ہمیں کاشمیر پرانجکت یوجنا کو پورا کرنا ہو گا ۔ (ذکنس کرا) میں تمہیں یہی بتانے تو آئی ہوں ... کہ کام کرنے والوں میں تین سو کاشر کماریوں کے نام بھی شامل کرلو !

رُودر:۔ لڑکیاں پہاڑ کاٹنے کا کام کریں گی ؟ یہ کبھی نہیں ہو سکتا !

اپرنا:۔ (بھڑک کر) ہو کیوں نہیں سکتا ؟ کیا ہم کسی سے کمزور ہیں ؟ یا ہم ناریوں کو اپنے گن کی سیوا کرنے کا ادھیکار نہیں ہے ؟

رُودر (ہار کر) گل پتی ایسا کرنے کی آ گیا نہیں دیں گے !

اپرنا:۔ پنچایت نے تو مان بھی لیا ہے !

رُودر:۔ اور گل پتی نے ؟

اپرنا:۔ گل پتی نے تو خود گھوشنا کر دی ہے کہ جو لڑکے لڑکیاں پراجکٹ پر بڑھ چڑھ کر کام کریں گے ... یوجنا سپھل ہونے پر انہیں اپنی مرضی سے بیاہ کرنے کا ادھیکار ہو گا !

رُودر:۔ (جوش میں) اپرنا ! میں تمہیں پانے کے لئے موت سے ہوڑ لگا دوں گا !

اپرنا:۔ (رُودر کو روکتے ہوئے) چُپ رہو ! کوئی ایسا بھی کہتے ہیں ؟

نندی:۔ (اچانک داخل ہو کر) کہتے کیوں نہیں ! اگر اب بھی مجھے پیٹ بھر کر بھوجن نہ ملا تو میں سب سے کہہ دوں گا ! ہاں !

رُودر:۔ (پیچھے ہٹ کر) کیا کہہ دے گا سب سے ؟

نندی (اکڑ کر) یہی کہ تم دونوں چھپ چھپ کر بیاہ

کی باتیں کہتے ہو!

اپرنا:۔ (شرما کر بھاگتے ہوئے) دھت تیرے کی! بدھو ہیل کہیں کا!

نندی (اپرنا کے چلے جانے پر رونی آواز میں) دیکھو! اب تمہارے سامنے ہی کیا کہہ گئی! جو کوئی بھی آتا اس بیچارے نندی پر ہی برستا ہا!

رودر:۔ (جاتے جاتے گھبراہٹ میں) ارے مجھے کتنا کام کرنا باقی ہے! نندی! تم جلدی جا کر کاک بھٹ کو میرے پاس بھیجدو! (تیزی سے نکل جاتا ہے)

نندی:۔ (رودر کے چلے جانے پر) لو! جو کوئی بھی آتا اس بیچارے نندی پر ہی برستا؟ اور میرے مجھ بجن کی بات؟ کوئی نہیں پوچھتا! ۔ ۔ ۔ ۔ (چاروں طرف دیکھ کر) اچھا میں بھی جاتا ہوں۔

(چلا جاتا ہے)

پردہ

تیسرا سین

رات کا وقت۔ باہر بادلوں کے آثار
یگیہ شالہ میں کھڑکی کے پاس کھڑا اندر ایک
درد بھرا گیت گا رہا ہے۔ اُس کی نظریں
رہ رہ کر چمکتی بجلی کی روشنی میں دکھائی دینے والے برفانی پہاڑوں کے اُس پار
کچھ ڈھونڈھتی ہوئی سی تاک رہی ہیں۔ وہ
اب پہلے سے زیادہ خوبصورت صحتمند
معلوم ہوتا ہے۔ جلتے دیپکوں کے پرکاش
میں سامنے دیوار پر بستی سر کا خاکہ اور اُس
کے نیچے چبوترے پر کاشمیر پروجیکٹ کا
بڑا سا ماڈل پڑا ہوا ہے۔ گیت کا آخری

بند ختم ہونے سے پہلے مسکراتی ہوئی اپرنا داخل ہو کر اس کے پیچھے جا کھڑی ہوتی ہے اور خود بھی گیت کی لہروں میں ڈوب جاتی ہے۔ مگر اندر اپنے خیالوں میں اس قدر مست ہے کہ اسے پتہ تک نہیں چلتا

گیت

او میرے محبوب وطن
او میرے دلدار وطن
آہ کہ تجھ سے دور ہوں میں
قسمت سے مجبور ہوں میں
چھوٹ سکا نہ چھوٹے گا
تجھ سے میرا پیار وطن

تو ہے میرے دل کی دھڑکن
تو ان سانسوں کی سرگم
نور ہے میری آنکھوں کا
تو میرا گلزار وطن

نغمہ سرا بلبل کی قسم
رنگیں موسم گل کی قسم

شوخیِ شام و سحر کی قسم
تجھ پہ جان نثار وطن کی

اپرنا :۔ (گیت ختم ہوتے پر کچھ دیر بعد چپی توڑتے ہوئے)
پردیسی !

اندر :۔ (ڈر کر کمر سے تیر نکالتے ہوئے) کون ؟

اپرنا :۔ (کھلکھلا کر ہنستے ہوئے) بس ! ڈر گئے ؟

اندر :۔ (مسکرا کر بات بدلتے ہوئے مخصوص انداز میں) تمہاری مدھر
آواز سُن کر . . . ایک بجلی سی کوند جاتی ہے - -
میرے تن بدن میں -

اپرنا :۔ (ہمدردی سے) آپ تک سو نہیں سکے ! اپنے دیش
کی یاد ستاتی ہے کیا ؟

اندر :۔ (رک رک کر) وطن بہشت کی یاد کس کو نہیں ستاتی !
مگر میں سوچتا ہوں اب کہ . . . . . .
مکمل ہو جانے پر منصوبہ پدر کیشپ کا - - - -
دنیا میں بن جائے گا ایک ایسا نیا یوگ
کہ جو ہوگا کہیں زیادہ زرخیز و خوبصورت دیوؤں
کے پرانے بہشت سے !

اپرنا :۔ (خوش ہو کر) سچ مچ تمہیں وشواس ہے کہ ہمارا پراجیکٹ
پورن ہو جائے گا ؟

اندر :۔ (جذبات کے جوش میں) جس پراجکٹ پر کام کرنے
کو تیار ہوں ـــــــ تم سی خوبصورت حوریں ـــ وہ

بھلا کیوں ممکن نہ ہوگا ؟

اپرنا :۔ (جھجک کر) تم ہر بات میں کویتا کرنے لگتے ہو! ——— میں تمہارے دل کی بات جاننا چاہتی ہوں ؟

اِندر :۔ (آہ بھر کر) کاش ! کہ تو مرا حالِ دل جان سکتی ! مگر میں ٹھیک کہتا ہوں اپرنا ! کہ مجھے صاف نظر آتی ہے تعبیر اُس حسین خواب کی ——— تمہاری اِن نیلگوں آنکھوں میں ——— کہ جو ہوگا ایک کرشمہ انسانی ہاتھوں کا ——— خدا کی اِس خدائی میں !

اپرنا :۔ ایشور تمہیں بھی اپنے دیش کو دُشمنوں سے آزاد کرانے کی شکتی دے !

اندر :۔ (تلخ لہجہ میں) دِن رات عیش و آرام میں غرق قوم ——— جب تک غلامی کی ذلتیں برداشت نہ کرے ——— نہیں پہچان سکتی قدر و قیمت آزادی کی !

اپرنا :۔ عجیب منطق یہ ہے !

اندر :۔ منطق ؟ منطق نہیں حقیقت کہو ! ——— ایک طرف تو تم دُختران کاشیر ہو کہ جن کی خوبصورتی اور بڑپن کا راز نہاں ہے ——— اپنی سادگی

بہشت کی وہ حوریں کہ جن کو فرصت نہیں رلتی رات
دن اپنے پیارے سنگار سے دلفریب سے)
ہمن : اُن تتلیوں کی اولاد غلامی نہیں تو کیا باقی ؟
اپرنا :۔ اس طرح کی باتیں کر کے تم اپنے کرتویہ سے
انکار کرنا چاہتے ہو ؟
اندر :۔ نہیں ؛ بالکل نہیں ! ۔ ۔ ۔ میں اپنے فرض سے انکار
نہیں کرتا ـــــــــ یہاں آکر پالیا ہے سرچشمہ
میں نے ـــــــــ اُس آبِ حیات کا کہ جس
کا ایک قطرہ بھی زندگی دے سکتا ہے مُردہ
قوموں کو ـــــــــ
اپرنا :۔ آج تمہارا من بے بس سا ہو رہا ہے
اندر (جذبات میں) کھلتے پھولوں کی شفاف مسکراہٹیں اور
بے لوث جانثار محبت ! کس کو بے قابو نہیں کر دیتے ؟
تمہاری اس رنگین جوانی کی قسم ـــــــــ اگر مل جائے
مدد مجھے ان جفاکش بہادر کاشُروں کی ـــــــــ تو
میں ایک ہی دن میں آزاد کروا سکتا ہوں سارے
ایران کو ـــــــــ (آہ بھر کر) مگر افسوس !
اپرنا :۔ تم کیا یہ سمجھتے ہو کہ ـــــــــ اپنے بھائی بند
دیوؤں کو آزاد کرانے میں ہم کاشر تمہاری مدد نہیں
کریں گے ؟
اندر :۔ کریں گے ! ضرور کریں گے ! مگر اِس وقت تو وہ دیش

ہے اُن کے لئے ایک دُوسرا اہم مسئلہ ــــــ
اور وہ ہے اِن مغرور پہاڑوں کا سینہ چیر کر
نئی زمین حاصل کرنا ! تاکہ پھل پھول سکیں آنیوالی
ہزاروں نسلیں !
اپرنا :۔ پرنتو یہ کام تو کئی سالوں میں پورا ہوگا ۔ تب تک
کیا آریہ مان کے دیو غلامی جھیلتے رہیں گے ؟
اِندر :۔ اپنے گناہوں کا پھل سب ہی کو بھوگنا پڑتا ہے
ــــــ مگر صد آفریں ہے عقل کے آفتاب اُن
پدر کیشپ کی دانائی پر ــــــ کہ جس نے ماپ
لیا ہے ذرّہ ذرّہ اِس عظیم سمندر کا ــــــ
(ماڈل دکھاتے ہوئے) دیکھو ! میں نے تیار کیا ہے یہ
نمونہ رشی کی ہدایات پر !
اپرنا (حیرانی سے) اچھا ! پراجیکٹ کا یہ نمونہ اپت بھی کے
انوسار تیار ہوا ہے !
اِندر :۔ ہاں ! اسٹیمیٹ کے عین مطابق ! ــــــ میرے
خیال میں پانچ سال سے زیادہ عرصہ نہیں لگے گا
اِسے کامیاب بنانے میں ــــــ تب تک
مجھے انتظار کرنا ہی ہوگا !
اپرنا :۔ مگر کیسے ؟
اِندر :۔ (ماڈل دکھا کر سمجھاتے ہوئے) دیکھو یہ ہے بارہ مولہ
کی وہ پہاڑی ــــــ اِس کے نیچے صرف تین

حد ہاتھ گہرا پانی ہے ۔

ایپرنا :- اچھا !

اندر :- ہمیں کام شروع کرنا ہے اِس نیچی جگہ پر کہ یہاں
دس ہاتھ مٹی کے بعد ایک سو ہاتھ گہری چٹان نہ
پڑتی ہے ۔

ایپرنا :- خوب ! تم نے تو کمال کر دیا !

اندر :- یہ سب اُن پدرکیشپ کی کھوج کا نتیجہ ہے
مگر ہمیں کھُدائی کرنی ہوگی ۔ صرف اس چٹان کے
آخر تک اور بس کام ختم !

ایپرنا :- پرنتو اس طرح تو آدھا بھی پانی باہر نہیں نکل سکتا

اندر :- نکلے گا ! ضرور نکلے گا ! مگر اس میں کچھ راز کی
باتیں ہیں ۔

ایپرنا :- وہ کیا ؟

اندر :- سنو ! اگر اتنا بڑا سمندر نکل جائے ۔ یک دقت
— تو ڈوب جائیں گے تریخ آب میں بسنے
والے — اپنے ہی بھائی آریہ بھرتوں کے
وہ قبیلے جو آج سے نصف صدی پہلے ہم ہی
سے جدا ہو کر وہاں آباد ہوئے تھے ۔

ایپرنا :- (تعجب سے) پھر تو تم نے بالکل ٹھیک سوچا !

اندر :- (اپنی بات جاری رکھتے ہوئے) اور سلوو ! استھنے بڑے
پانی کے بہاؤ سے ـــ بہہ نکلے گی نہ زرخیز
مٹی کہ جو ماں کی طرح سشیر ننے کو پالتی ہے
ہم سب کو !

اپرنا :- ہے ایشور ! تب تو ہم جی ہی نہیں سکتے !

اندر :- اور کو چٹان سے نیچے کام کرتے ہوئے پھٹ
جائے نرم مٹی کی تہہ ـــ تو ڈوب سکتے ہیں ہم
سب کام کرنے والے خود بھی !

اپرنا :- اُف ! کتنا بھیانک کام ہے ! تب کیا ہوگا؟

اندر :- ہوگی صرف چٹان تک کٹائی ـــ جس سے
بہنے لگے گا دس ہاتھ گہرا پانی اپنے پورے
دباؤ کے ساتھ ـــ اور اسی سے کشتی چل جائیں
گی۔ مٹی کی تہیں خود بخود مگر آہستہ آہستہ ـــ
(خوش ہوکر) بس اس طرح چند ہی مہینوں میں ہمارے
ملوں کے نیچے ہوگی۔ یہ سینکڑوں کوس لمبی
چوڑی حسین وادی ـــ یعنی وادیٔ کاشمیر ـــ
(ہنستا ہے)

اپرنا :- (خوش ہوکر) تب تو خوب آنند بھجن ہوگا !

اندر :- ہاں اندر جشن تو ہوگا ہی ـــ مگر مجھے شک ہے !

اپرنا :- کیا کھٹکا ہے تمہیں ؟

اندر :- یہی کہ کہیں رکاوٹ نہ بن جائے ـــــ رحم دلی پیر قبیلہ کی !

اپرنا :- وہ کیوں ؟

اندر :- اِس لیے کہ پدر کیشپ زور دیتے ہیں برا ہمنوں کے ساتھ صلح رکھنے کی بات پر !

اپرنا :- ٹھیک تو ہے ! وہ بھی تو انسان ہیں ـــ انہیں بھی اس پرتھوی پر ہماری طرح ہی جینے کا ادھیکار ہے !

اندر :- مگر وہ آدم خور جنگلی اِن باتوں کو سمجھیں گے نہیں !

اپرنا :- پرنتو اُن کے جنگلی پن کی خاطر ـــ ہم کیوں اپنے دل سے دیا اور دوستی کی بھاونا چھوڑ دیں ؟

کیشپ :- (داخل ہوتے ہوئے) شاباش بیٹی ! تم میرے وچاروں کی سچی مورت ہو ! (دونوں کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے) میرے بچو ! میں یہی چاہتا ہوں کہ ہم منشیوں کے ہاتھوں ہی اِس کاشمیر کی دھرتی پھر سب انسان مل جل کر رہیں۔ اور پھولیں پھلیں ! ہم سب اُسی ایک ایشور کی سنتان ہیں ایک باپ کے بیٹے بھائی بھائی ہیں !

اندر (تعظیم میں جھک کر) میں قدر کرتا ہوں ! آپ کے ان
نیک خیالات کی ــــ مگر مجھے ڈر ہے کہ
ہمارے دشمن ان باتوں کو ہماری کمزوری نہ
سمجھ بیٹھیں !

ارنا :- تب تو وہ یدھ بھی چھیڑ سکتے ہیں !

کلیشپا :- (دکھی ہو کر) چپ رہو ! یدھ لڑائی کی باتیں مت
چھیڑو ! میں نے اپنے جیون میں کئی یدھ دیکھے
ہیں ! اُن کے گھاؤ بڑی گھاؤ سہے ہیں ! اُن سے دھرتی
کو دکھوں کے سوا کچھ نہیں ملتا !

(باہر سے بجلی کی چمک اور بادلوں کی گرج سُن کر)
اُف ! یہ آندھی ! طوفان ! ــــ پجوّ ! میرا
من آج بہت دیا کُل ہو رہا ہے ! (رک کر)
'دھر' اور ورن کو آج دوپہر تک نہیں آجانا چاہیئے
تھا پرنتو ! اب آدھی رات بیت چلی ــــ ہے
ایشور اب تم ہی رکھیا کرنا !

(اسی وقت آندھی کے تھپیڑوں سے
دروازہ کھلتا ہے بجلی کڑکتی ہے اور پوری
طرح پانی سے تر اور رُودر ہاتھ میں ترشول
اور کندھے پر ایک بیہوش آدمی کو اٹھائے

اندر داخل ہو کر چپ چاپ سب کے
سامنے لٹا دیتا ہے۔ اندر خود غصّہ میں
دوسری طرف منہ پھیر کر کھڑا ہو جاتا ہے)

اپرنا :۔ (گھبرا کر) رُودر! یہ کون ہے؟ کیا ہوا ہے
رودر (چپ چاپ کھڑا سب کی طرف دیکھتا رہتا ہے)

کیشپ :۔ بولتے کیوں نہیں رُودر! یہ کون ہے کیا
ہوا ہے؟

رُودر :۔ (کرودھ میں) یہ ہے آپ کی تھانتی نیتی کا پھل
—— مانجھی بُرہ کا بیٹا یشوپ!

اندر :۔ (حیرانی سے) مانجھی یشوپ! مگر یہ تو گیا تھا محترم
دھر کے ساتھ بارہ ٹولہ —— اُن کا کیا ہوا؟

رُودر :۔ (دھیمی آواز میں) وہی جو ہونا تھا!

کیشپ :۔ (جھک کر بیہوش کی ناڑی ٹٹولتے ہوئے) یہ یہاں
کیسے پہونچا؟ اُن سب کا کیا ہوا؟

رُودر :۔ دُشمنوں نے بھینٹ کا سامان لوٹ کر! پروہت
کو بندی بنا لیا ہے۔ اور اماوس کی رات اُسے
دیوتا کی بلی چڑھانے والے ہیں!

اندر :۔ سردار وُرن اور اُن کے بھٹوں کا کیا ہوا؟

رُودر :۔ اُن سب کو دُشمنوں نے ناگ ٹاپو میں گھیر

گیا ہے اند گھمسان کی لڑائی جاری ہے!

کیشپ:۔ پھر یہ مانجھی یہاں کیسے پہونچا؟

رُودر:۔ کسی طرح دُشمن کے چنگل سے چھوٹ کر پانی میں تیرتا ۔۔۔ اور دن بھر جنگلوں میں بھاگتا ابھی میری کُٹیا کے دُوار پر آپہونچا۔ مگر بات کہتے کہتے بے شُدھ ہوگیا۔

کیشپ:۔ (گھبراہٹ میں مانجھی کی سانس دیکھتے ہوئے) سردی سے اس کے ہونٹ نیلے پڑ گئے ہیں سارا شریر اکڑ رہا ہے (اپرنا سے) اپرنا! اسے جلدی اندر لے جا کر کمبل اوڑھا دو! اور شاریکا سے کہو کہ گرم جل سے اس کا اپچار کرے

(اندر اور اپرنا دونوں مانجھی کو اٹھا کر اندر کی طرف لے جاتے ہیں کیشپ بہت پریشانی کی حالت میں ہاتھ ملنے لگتے ہیں)

کیشپ:۔ (بڑبڑاتے ہوئے) اُف! میں کیا چاہتا تھا اور کیا ہونے لگا!۔ ہے ایشور! کیا بھلائی کا یہی پھل ہے!

رُودر:۔ (ٹھیکی آواز میں) مُورکھوں اور سانپوں کے ساتھ کی گئی بھلائی کا پھل یہی ہونا تھا!

کیشپ :۔ (بے پریشانی اور گھبراہٹ میں چپ چاپ چکر کاٹنے لگتے ہیں)

رودر :۔ آپ ہی کی دیا اور مہربانی کے کارن اُن شتروں کو یہاں ٹھہرنے کی ہمت ہوئی! ورنہ اچھا مجھے تو کہتے ہیں کہ وہ جگہہ ہماری تھی۔ یہ بیراگی لوگ تو نزاع کے جھگڑوں سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں!

کیشپ :۔ (اپنے آپ سے) نہیں! نہیں! نہیں اوشیہ دشٹوں پر دیا کرنی چاہئے —— نہیں تو ——

اندر (گھبراہٹ میں داخل ہوتے ہوئے) کیا ہوگا؟ اب کیا ہوگا بابا؟

کیشپ :۔ (دوہراتے ہوئے) کیا ہوگا! —— یہی تو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں! ... (اپنے آپ میں) میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا! ہے ایشور دیا اور شانتی کی شکتیوں کو ہارنا ہوگا؟ (کچھ رک کر) اٹھ دیوتاؤ اُن پاپیوں کو بچائے!

اندر :۔ مگر اپنے لوگوں کو بچانے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا!

کیشپ :۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا! تم نوجوان جو کرنا چاہتے

ہو کرد !

اندر : گھبرانے کی بات نہیں ہے پدر ! بوتر اور بلند ہے مقصد آپ کا ـــ آپ نہیں حکم فرمایئے!

کیشپ :- (دکھی آواز میں) میں گھبراتا نہیں ہوں بیٹیو ! مجھے دکھ ہے کہ ہمارکھ براہا پیر کاشرول دوارا ستے جائیں گے : جب کہ ہم انہیں بھینٹ دینا چاہتے تھے :

اندر :- مگر اب کیا ہو سکتا ہے ؟ یہ حالت خود انھوں نے پیدا کر دی !

کیشپ :- (مضبوطی سے) نہیں ہو سکتا ؟ تو اپنی پوری طاقت کے ساتھ اُن دشمنوں پر ٹوٹ پڑو ! میں تم دونوں کو حکم دیتا ہوں ! . . . . . . اپنے آدمیوں کو ہر صورت میں بچانا ہمارا دھرم ہے !

اندر :- (خوشی کے طوفان میں) مجھے ! مجھے فخر بخشا ہے آپ نے کاشر سینا کی خدمت گزاری کا ! میں قسم کھاتا ہوں اُس پاک پروردگار کی ـــ کہ کر دوں گا نیست و نابود اُن تہمت پرست دشمنوں کو ـــ کہ جنہوں نے ٹھکرا دیا ہے ـــ پیغام دوستی ـــ ہم امن پسند کاشرول کا !

کپتان :۔ (رُودر سے) رُودر ــــ تم آج رات ختم ہونے سے پہلے پہلے دو ہزار بھٹوں کو اکٹھا کر لو!
(اندر سے) تم سب کے سب نئے ہتھیاروں کا پربندھ کر دو ــــ میں تب تک اُن انجنوں کی حالت دیکھوں
(سب چلے جاتے ہیں)
اندر :۔ (رُودر سے) اب سوچنے کا وقت نہیں ہے دوست!
رُودر :۔ مگر دُور دُور گوٹھوں میں بیٹھے بھٹوں کو اتنی جلدی کیسے بلایا جائے؟ ــــ پھر برج ہوم کی رکھشا کا کیا ہوگا؟
شاریکا :۔ (داخل ہوتے ہوئے) بستی کی رکھشا ہم ناریاں خود کریں گی! تم اونچے ٹیلوں پر ڈھول بجوا کر سب کو خبردار کر دو!
اندر :۔ (شاریکا طرف جھک کر) صد آفریں ہے تم کاشر عورتوں کا کہ جو بہادری اور ہمت سے سامنا کر سکتی ہیں ہر آفت کا ــــ!
رُودر :۔ (شاریکا سے) اچھا! مجھے ابھی وقت موجود بھٹوں کے ساتھ کوچ کرنا ہوگا ــــ تاکہ دن نکلنے سے پہلے ناگ دیپ کا گھیرا ٹوٹ سکے۔

اندر:۔ مگر اِس آندھی اور طوفان میں ناویں کیوں کر
چل سکتی ہیں!

لُوورن:۔ یہ آندھیاں اور طوفان ہمارے ساتھی ہیں! ہوا
کی تیزی ہمیں جلدی اپنے نشانے تک لے
جائے گی ــــ تم باقی بھیڑوں کے ساتھ خشکی
کے راستے آگے بڑھو!

اندر:۔ مگر میں . . . . .

شاریکا:۔ کچھ چنتا مت کرو! نندی۔ کاک۔ وشش آدمی
سب ہی بہت راستہ جانتے ہیں

لُوورن:۔ اور دیکھو براہا مول پر کل رات دونوں طرف
سے حملہ کیا جائے گا۔ تاکہ نسترو کو بچا گنے کا
اوسر نہ ملنے پائے ــــ اور سُنو! دونوں
طرف سے آگ جلا کر اشارے بتائے جائیں
گے! اچھا اب میں چلا ــــ (جانے کو بڑھتا
ہے)

اندر:۔ اور میں بھی (جانے لگتا ہے)

اپرنا:۔ (ہاتھ میں آرتی کی تھالی لیئے داخل ہو کر) ٹھہرو! میں تم دونوں
کو دہی تلک لگا دوں!

(دونوں رُک جاتے ہیں اپرنا دونوں کو تلک لگاتی ہے)

اپرنا (سر نیچے لگاکر) دیکھو تم دونوں اس بات کو مت بھولنا
کہ ہمارا مقصد سب کی بھلائی کرنا ہے — (روتے
لگتے ہے) اپنے پوتر ہاتھوں کو کسی نر اپرادھ کے
لہو سے مت رنگنا! (آنسو پونچھ کر) آکاش کے دیوتا
تمہیں سنبھالتا دیں!

رگھو دیر اور اندر دونوں چلے جاتے ہیں۔
شاریکا روتی ہوئی اپرنا کو تھام کر اندر کی
طرف جانے لگتی ہے

پردہ

چوتھا سین

(صبح سویرے یگیہ شالہ کی کھڑکی کے پاس
اپنا اون صاف کرنے کے بہانے بیٹھی
ہے۔ اون کا برتن ایک طرف پڑا ہے
ہاتھ کی پُرکی ہاتھ ہی میں لیئے۔ سُدھ بُدھ
بھلائے اُداس نظروں سے سوچ سمر کے اُس پار
.... تاک رہی ہے اسی وقت اُسے تلاش
کرتی اور پکارتی ہوئی شاریکا ہاتھ میں
دودھ دوہنے کا برتن لیئے داخل
ہوتی ہے)

شاریکا:- (اپرنا کو نہ دیکھ کر) کہاں چلی گئی یہ لڑکی ! اپرنا !
او اپرنا !

اپرنا:- (جلدی سے آنکھوں کے آنسو پونچھنے لگتی ہے)

شاریکا:- (اپرنا کی طرف دیکھ کر) اری ! تو یہاں بیٹھی ہے ؟
گونز میں گائیں کب سے رنبھا رہی ہیں ! نٹ کھٹ
بچھڑوں نے تو سارا گوشتہ ہی سر پر اٹھا رکھا
ہے ! (جھڑک کر) تو نے اب تک دودھ کیوں
نہیں دوہا ؟

اپرنا:- (اداس بھرائی آواز) میرا من آج ٹھکانے نہیں ہے
امیا ! دوہنی - گارگی یا کسی دوسری لڑکی سے کہہ دو !

شاریکا:- (پیار سے جھڑک کر) من کا بے ٹھکانے ہونا اچھا
رنگ نہیں باؤری !
(اپرنا کو روتے دیکھ کر) اری ! ان کمل جیسی آنکھوں
میں یہ موتی جیسے آنسو ؟

اپرنا:- (چپ چاپ شاریکا کے سینے سے لگ کر رونے لگتی ہے)

شاریکا:- (پیار سے سہلاتے ہوئے) اری ! روتی ہے ؟
(مسکراتے ہوئے) سورج کی طرح پرکاش اور گرمی
پھیلانے والے بھولے رودر کے لئے ؟ ....
یا چندا کی طرح چاندنی بکھیرنے والے اُس چالاک

اندر کے ہے ؟

اپرنا :- (رندھی آواز میں) وہ دونوں ہی مجھے بہت پیار کرتے ہیں !

شاریکا (ہنسکر) اور تو ؟

اپرنا :- (گھبرائی آواز میں) مجھے بھی دونوں ہی اچھے لگتے ہیں !

شاریکا (میٹھی چٹکی لے کر) پاگل کہیں کی ! کبھی سورج اور چاند کو بھی کسی نے ایک ساتھ پایا ہے ؟

اپرنا :- (آنسو پونچھتی ہوئی دوسری طرف منہ پھیر لیتی ہے)

شاریکا (جھڑکتے ہوئے) یہ دیوؤں کا سورگ نہیں ---- کاشر آریوں کا نگر ہے ! ---- یہاں ایک ناری صرف ایک ہی پُرش سے پیار کر سکتی ہے !

اپرنا :- (جھنجلا کر) میں کسی سے بھی پیار کرنا نہیں چاہتی ! تمہاری طرح جیون بھر کنواری ہی رہ لوں گی !

شاریکا :- (آہ بھر کر) ارے پگلی ! کبھی ناری بھی پیار کے بنا جی سکتی ہے ؟ کبھی دیپک بھی سنیہہ کے بنا جلتا ہے ؟

اپرنا :- (کڑھ کر) کیوں نہیں جی سکتی ۔ تم بھی تو ناری ہو ! تب کیا تم بھی کرتی ہر کسی سے پیار ؟

شاریکا (لاجواب سی چُپ رہتی ہے)

اپرنا (مچل کر) بتاؤ نا۔ کرتی ہو تم بھی کسی سے پیار؟

شاریکا (اداسی بھری آواز میں) ہاں! کبھی کرتی تھی —

اپرنا (چونک کر) کہاں! کب! کس سے؟

شاریکا:۔ (کھوئی سی آواز میں) اُسی لِشٹھِر سوم کے ساتھ جو آج سے برسوں پہلے ... اپنے ماما کے ساتھ ملنے جا کر — پھر واپس نہیں لوٹا (سنبھل کر بات چھپاتے ہوئے) مگر میری بات دوسری ہے۔ میں نے اپنے آپ کو گن دہم کی سیوا کیلئے سونپ دیا ہے گگن کے سب ہی بچے میرے بچے ہیں! میرا پیار آکاش کے بادلوں کی طرح سب کے لیے ہے۔

اپرنا:۔ مگر اس سے تمہیں کیا ملا؟

شاریکا:۔ (پھیکی ہنسی ہنس کر) اری بھولی! پیار بھی کوئی صلہ پانے کی چیز ہے؟

اپرنا:۔ پھر بھی پیار کے بدلے پیار تو ملنا ہی چاہیئے!

شاریکا:۔ تو تو ابھی بچی ہے! جب پیار ہو جاتا ہے تو بدلہ پانے کی اچھیا ہی نہیں رہتی — جو بوند سمندر میں سما گئی — وہ مانگے گی کیا؟ اور مانگے گی کس سے؟

اپرنا:۔ امبا!

شاریکا:۔ جو کھوئی نہیں ـــ اس نے پایا ہی کہاں؟

اپرنا:۔ (بے بسی میں) مگر میں کیا کروں امبا!

شاریکا:۔ جاؤ! بس دیپک کی طرح جلتی رہو!ـــ جب تک کہ ان دونوں میں ایک بہتر ہو کر تمہارے من مندر کا دیوتا نہ بن جائے۔ وہ دونوں ہی تجھے سچے ہردیہ سے پیار کرتے ہیں ـــ اسی لیے تو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اچھا بننے کا جتن کر رہے ہیں!

اپرنا:۔ مگر میں کیا جانوں کہ اچھا کیا ہے؟

شاریکا:۔ پیار کی راہ میں اچھائی صرف تیاگ بلیدان سے اجاگر ہوتی ہے

اپرنا:۔ میں کسی سے بھی پیار کرنا نہیں چاہتی!

شاریکا:۔ پیار ایشور کا وردان ہے! آج تمہارا پیار کاشٹ کے لیے وہ شکتی بن گیا ہے ـــ جس کی روشنی میں ترودر اور اندر اُنتی کی راہ پر سرپٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ (گھبراہٹ میں) اوہ! تو نے مجھے بھی بھولی بسری باتوں میں الجھا لیا! مجھے تو ابھی یدھ کے میدان میں جلنے والی باؤں پر

سامان لدوانا ہے : (جلدی سے جانے لگتی ہے)

اپرنا :۔ (شاریکا کا ہاتھ تھام کر) ذرا لڑائی کے سماچار تو بتاتی جاؤ اما !

نندی :۔ (داخل ہوتے ہوئے) لڑائی کے سماچار ؟ لڑائی کے سماچار سب گپت رکھے گئے ہیں ! کل تی اور بوا شاریکا کے سوا کسی کو وہ باتیں نہیں بتائی جا سکتیں ــــ ہاں !

شاریکا :۔ (جاتے جاتے) تم نندی سے لڑائی کی خبریں پوچھو ! تب تک میں بانجھیوں کا کام دیکھ آؤں (چلی جاتی ہے)

نندی :۔ (کاوں کو ہاتھ لگا کر) لڑائی کی خبریں میں بالکل نہیں بتا سکتا !

اپرنا (ہنس کر) آپ کب آئے بھٹ جی مہاراج !

نندی (خوش ہو کر) اچھا ! اب تم نے بھی مجھے بہادر بھٹ مان لیا ؟ تو سنو ہم کل آدھی رات کے وقت برج ہوم میں پدھارے ہیں ــــ یہ ہے ایک اتم خبر۔

اپرنا (جھوٹ افسوس کرتے ہوئے) چ ... چ ... چ ... تب تو آپ کو بھوک بھی بہت لگی ہوگی :

نندی (چونک کر) ارے ہاں ! سنو ... رودر نے اپنے ترشول کے ایک ہی وار سے براہوں کے سردار جلو وبھو کو مار ڈالا ! ... پرنتو

اپرنا :۔ (گھبرا کر) پرنتو کیا ؟ رودر کشل سے تو ہیں ؟

نندی :۔ (اکڑ کر) چُپ رہو! جو میں بتاؤں وہی سنو!
اپرنا :۔ (ہار کر) اچھا تم ہی سناؤ!
نندی :۔ تو سنو! پروہت دُھر اور باقی نیتاؤں کو ٹھیک وقت پر بچا لیا گیا مگر —
اپرنا :۔ (تلملا کر) ارے میں پوچھتی ہوں رُدودر کا کیا ہوا؟
نندی (رُک رُک کر) رُدودر تو ٹھیک ہے — مگر وہ بیچارہ پھر بھی اندر —
اپرنا (پریشانی میں) جلدی بتاؤ نا کیا ہوا ہے اندر کو؟
نندی (بگڑ کر) نہیں بُدھ کی باتیں میں کسی کو نہیں بتا سکتا!
اپرنا (شرارت سے مسکرا کر) تو تمہارے لئے تھوڑا دودھ اور شہد لا دوں؟
نندی (ہونٹ چاٹتے ہوئے) لاؤ جلدی لا دو نا!
اپرنا :۔ ٹھہرو ذرا بات ختم ہو جائے ...
نندی :۔ تو جلدی سنو! اندر بھاگتے ہوئے دشمنوں کے پیچھے دور گھنے جنگلوں میں نکل گئے ہیں بہت سے شترو مارے گئے۔ اور باقی نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں!
اپرنا :۔ اور کچھ؟

نندی :- شمبھو کی ہزاروں بھیڑ بکریاں اور بھینسیں ہمارے
ہاتھ لگ گئی ہیں۔
اپرنا :- تب تو تم نے خوب پیٹ بھر کر بھیڑ کا
ماس کھایا ہوگا !
نندی :- ارے کہاں ! وہ پیتا جی تو ان کی طرف
دیکھنے بھی نہیں دیتے !
اپرنا :- کیوں بھلا ؟
نندی :- کہتے ہیں ... یہ سب اُن براہموں کی
سمپتی ہے جو ہمارے ساتھ کام پر لگے ہوئے ہیں
اپرنا :- کام پر لگے ہیں ؟
نندی :- ہاں ! ایک ہزار سے بھی زیادہ براہمن نرناریوں
اور بچوں کو اپنی رکھشا میں لے لیا گیا ہے —
اور پرسوں سے پہاڑ کاٹنے کا کام بھی شروع
کر دیا گیا ہے۔
اپرنا :- (خوش ہو کر) تب تو سب شبھ ہی شبھ ہے !
نندی :- ہاں تب ہی تو رُودر نے تمہارے لیے
سندیش بھیجا ہے :
اپرنا :- (جوش میں) کیا سندیش بھیجا ہے میرے بھولے
رُودر نے ؟

نندی :- نہیں نہیں ... ایسے ہی ... کچھ بھی نہیں !

اپرنا (مچل کر) ہوں ! ہوں ! بتا دونا میرے اچھے نندی

نندی :- (اُسی کی طرح) ہوں ! ہوں ! کھلا دونا تھوڑا دودھ اور شہد !

شاریکا :- (داخل ہوتے ہوئے) کھلا دونا اب اس بے چارے کو کچھ !

اپرنا :- (شرما کر بات بدلتے ہوئے) کیسا چل رہا ہے کام اُن مانجھیوں کا امبا ؟

شاریکا :- کام تو ٹھیک ہے ... مگر بابا آج بہت دُکھی اور اُداس معلوم ہوتے ہیں !

کیشپا :- (لاٹھی کے سہارے داخل ہوتے ہوئے) ہاں ! میرا مَن بہت دُکھی ہے بیٹیو ! (کچھ رُک کر) میرے اُجلے سورگ چتر پر لہو کے چھینٹے پڑ گئے ہیں !

شاریکا :- مگر لڑائی ہم نے تو نہیں چھیڑی بابا ! ہم تو اِن اور متر نا گا کا سندیش لے کر ہی اُن کے پاس گئے تھے ۔

کیشپا :- یدھ کسی نے بھی چھیڑا ... پرنتو یدھ ہے تو آخر یدھ ہی ! ... اِس میں کتنی ناریوں

کے سوہاگ لٹ گئے ؟ کتنے بچے اناتھ ہو گئے ؟

اپرنا :- ایشور کو یہی منظور ہوگا بابا !

کیشپ :- (زور دے کر) نہیں ! نہیں ! اس نردیکار پرماتما کو ان پاپوں میں مت گھسیٹو بیٹی ! وہ تو سدا سب کی بھلائی کرنے والا ہے !

شاریکا :- پتا بھی اپنے دُشٹ بچوں کو دنڈ دیئے بنا سُدھار نہیں سکتا ! پاپیوں کو ان کے پاپوں کا پھل ملنا ہی چاہیے ! — (اپرنا سے) اپرنا ! میں ہتھیار لے جانے والی ناؤں کے ساتھ خود جا رہی ہوں - کہیں بھاگتے ہوئے شترو بستی پر حملہ نہ کر دیں اس لئے بستی کی ماتاؤں اور بچوں کو اونچے ٹیلے پر بھیج رہی ہوں - تم بابا کی سیوا کا خیال رکھنا !

کیشپ :- نہیں ! نہیں ! میری بہادر بچی ! میں اب ایک پل بھی یہاں رہنا نہیں چاہتا ! یدھ استھل میں سینکڑوں گھائل ہمیں پکار رہے ہیں ! ... (اپرنا سے) چلو بیٹی ہم بھی ان کی سیوا کریں !

شاریکا :- پرنتو بابا !

کیشپ :- جب پربت کاٹنے کا کام شروع ہو گیا ہے

الومیرا وہاں رہنا بہت ضروری ہے (نندی سے)
نندی! تم ہم سب کے چلنے کا پربندھ کردو!
(جاتے جاتے) کب تک میں کچھ جڑی بوٹیاں باندھ لوں ۔۔

(شامیکا کے کندھے پر ہاتھ رکھے چلے جاتے ہیں ۔ اپرنا بھی اُن کے پیچھے چلی جاتی ہے صرف نندی رہ جاتا ہے)

نندی :۔ (سب کے چلے جانے پر) لو ! جو کوئی بھی آتا اس بھولے نندی کو ٹھگتا ہے ! اب یہ بھی گئی ۔ اچھا میں بھی جاتا ہوں : (جاتا ہے)

پردہ

پانچواں سین

بانہال کے مقام پر پہاڑ کاٹنے کا کام جاری
ہے۔ پردہ اٹھتے ہی رنگ منچ کے آخری
پردے پر کام کرتے ہوئے لوگوں کی
پرچھائیاں حرکت کرتی دکھائی پڑ رہی ہیں۔
پہاڑوں کے نال پر گیت گاتے ہوئے
بہت سے کام کرنے والوں کی آوازیں
گونج رہی ہیں۔

گیت

ایک آواز: ساتھی مل کر قوم بڑھاؤ
ساتھی ڈٹ کر ہاتھ چلاؤ

سب :- ساتھی مل کر قوم بڑھاؤ
ساتھی ڈٹ کر ہاتھ چلاؤ

ایک :- نو نرمانوں کی راہوں پر نکلے جو نرماتا
اتہاسوں کے سینے پر انکت ہے انکی گاتھا

سب :- ساتھی مل کر . . . .
ساتھی ڈٹ کر . . . .

ایک :- باہوں میں بجلی کی طاقت من میں جوش نرالا
ہاتھ پیر آنکھیں دے قدرت نے سب کچھ دے ڈالا

سب :- ساتھی مل کر . . .
ساتھی ڈٹ کر . . . .

ایک :- دیکھو چنچل روپ جوانی یوں ہی نہ گھل جائے
جوبن رہی سنبھل جو جگ کے بگڑے کاج بنائے

سب :- ساتھی مل کر . . . .

ساتھی ڈٹ کر . . . .

ایک :۔ بھر وشواس جدھر بھی نکلیں محنت کے متوالے
ویرانوں میں پھول کھل اٹھیں بنجر ہوں ہریالے

سب :۔ ساتھی مل کر قوم بڑھانا
ساتھی مل کر ہاتھ چلانا

گیت کی آواز مدھم ہوتی ہوئی بند ہونے لگتی ہے
اسی وقت رنگ منچ پر روشنی تیز ہو جاتی ہے
کندھے پر بسولہ اٹھائے تیزی کے ساتھ کام
پر جاتے ہوئے رُودر داخل ہوتا ہے دوسری
طرف سے گھبرایا ہوا سا اندر داخل ہوتا ہے
دونوں آمنے سامنے سے گزرتے ہیں

اندر :۔ (تیزی میں چند قدم بڑھ کر پھر مڑتے ہوئے) ٹھہرو! ساتھی رُودر!
تم وہاں مت جاؤ!

رُودر :۔ (رُک کر) کیوں کیا بات ہے؟ تم اتنے گھبرائے
ہوئے کیوں ہو؟

اندر :۔ کام پر خطرہ پیدا ہو گیا ہے! چٹان ٹوٹ چکی ہے
صرف آخری پتھر باقی ہے مگر مٹی میں جگہ جگہ پانی
کے سوتے پھوٹ رہے ہیں!

رُودر :۔ کچھ چنتا نہیں! میں سب ٹھیک کر دوں گا!

اندر:۔ مگر وہاں جان کا خطرہ ہے! کسی وقت بھی
مٹی کا ٹیلہ پھٹ سکتا ہے!
رُودر:۔ تب تو ہمیں جلدی سے جلدی آخری پتھروں
کو توڑ ڈالنا چاہیئے
اندر:۔ مگر تم خود وہاں مت جاؤ!
رُودر:۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس گھڑی کام پر
نہ جاؤں؟
اندر:۔ ٹھہرو! تم سارے کام کے نیتا ہو... رہنما ہو! تمہاری
جان سب سے قیمتی ہے!
رُودر:۔ (جاتے جاتے) دھکار ہے اُس نیتا پر جو دوسروں
کو خطرہ میں ڈال کر خود بھاگتا پھرے!
(چلا جاتا ہے)
اندر:۔ (جاتے رُودر کو پکار کر) ٹھہرو دوست! کچھ عقل سے کام لو!
پدر کیشپ سے مشورہ کر لینا ضروری ہے....
(اندر بھی اسی طرف چلا جاتا ہے جس طرف سے رُودر
گیا۔ اسی وقت دوسری طرف سے دھر اور تانترے
آپس میں بحث کرتے اور جھگڑتے ہوئے داخل
ہوتے ہیں۔)
تانترے:۔ (رُودر سے کر) ارے! دیکھ تو لی تم نے انسانی

ممنت اُدم اور سنگٹھن کی طاقت ! اگر تمہارے بھائی گیہ
وادی چکروں میں پھنسے رہتے — تو اب تک جڑ دیوتاؤں
کو ہی پوجتے ہوتے !

دفر :- میں کہتا ہوں سورج چندر، پرتھوی، جل وایو آدمی سب
دیوتا ہیں۔ ان کی شکتی اپار ہے ؛ انہیں کی کرپا سے
ہمارے سب شترو نشٹ ہو گئے۔ اور اتنا مہان
کام پورن ہونے والا ہے۔

تانترے :- (اپنے ہاتھ میں تکا مارتے ہوئے) ارے ٹن ! میں کہتا ہوں
تمہارے دیوتاؤں کو بنانے اور چلانے والی
بھی ایک طاقت ہے۔ جو ایشور ہے ! خدا ہے !

دفر :- (حیرانی اور غصہ میں) ارے دُشٹ ! تم نے بھی اس پردیسی
چھوکرے سے ایشور کو خدا کہنا سیکھ لیا ؟

تانترے :- (پھر کمر ہاتھ پھلاتے ہوئے) تو کیا ہوا ؟ تم بھی سُودھا
سُویم بھُو کہتے ہو ! ان سب کا مطلب ایک ہی
ہے یعنی خود بخود آنے والا خدا !

دفر :- (کڑک کر) میرے پرتکھیہ دیوتاؤں کو چھوڑ کر نہ دکھائی
دینے والے اگیات کے پیچھے بھاگنے والے
تم ناستک اور پاپی ہو !

تانترے :- (نفرت میں ناک چڑھا کر ہاتھ مٹکاتے ہوئے) جڑ تک کے پرستار

تم پاکھنڈی اور جھپک ہو!

دھر:۔ (سیخ پا ہوکر) ارے منیچ! گڈریا ہوکر تو مجھے ٹھگ اور پاکھنڈی کہتا ہے!

تانترے:۔ (ہاتھ نچاتے ہوئے) نیچ کمینہ ہوگا تو! چیرا گوتم! جو لوگوں کو بدھو بنا کر لوٹتا ہے۔

دھر:۔ (انگوٹھے نچاکر) میں اُتم پروہت ہوں! برہم کی سرسوتی میرے مُکھ میں باس کرتی ہے! تمہاری طرح بھیڑ بکری چُرا کر یا چمڑے رنگ کر پیٹ نہیں بھرتا!

تانترے:۔ (نفرت سے) دوسروں کے دان پر پلنے والا نکھٹو! دھورت!

دھر:۔ (غصہ میں آگے بڑھ کر تانترے کا گلا پکڑتے ہوئے) ارے! تو! مجھے نکھٹو اور نکما کہتا ہے؟

تانترے:۔ (پھرتی سے دھر کو نیچے پٹکتے ہوئے) لے تجھے دوسروں کو نیچ کہنے کا مزا چکھا دوں!

(دونوں گتھم گتھا ہوکر ایک دوسرے کو نوچتے ہیں اس وقت ہاتھوں میں کام کرنے کے اوزار لئے نندی اور کاک داخل ہوکر ٹھٹھک جاتے ہیں)

نندی:۔ (دبی آواز میں کاک سے) ارے! دیکھو دیکھو! یہ بڑے

گدھے بھی کشتی لڑنے لگے!

کاک :۔ چپ رہو! یہ مکھیا لوگ ہیں!

نندی :۔ اگر یہ مکھیا لوگ ہی لڑنے لگے۔ تو لوگوں کو کیا سیکھ سکھائیں گے؟

کاک :۔ (لڑائی کی جھلک دیکھ کر خوشی سے) وہ مارا!

نندی :۔ دیکھو دیکھو! کیا چیتوں کی طرح گُرّا رہے ہیں!

کاک :۔ ارے! یہ تو لہو لُہان ہو چکے ہیں!

نندی :۔ چلو ان کو چھڑا دیں (دونوں بڑھتے ہیں)

تانترے :۔ (چلّا کر) ٹھہرو! کوئی مت چھڑانا اس پاکھنڈی کو!

(نندی تانترے کو اور کاک دھر کو پکڑ کر ایک دوسرے سے الگ کر دیتے ہیں۔ زبانی لڑائی جاری رہتی ہے۔)

دھر :۔ (زمین پر تھوک کر) میں تھوکتا ہوں تمہارے ان خیالوں پر!

تانترے :۔ (دوبارہ تھوک کر) میں دو بار تھوکتا ہوں تمہارے وچاروں پر!

(اسی وقت ہاتھ میں پھاوڑا لیے تیزی سے کام پہ جاتی ہوئی شاریکا۔ جھگڑا دیکھ کر کھڑی ہو جاتی ہے)

شاریکا :۔ (دور سے پکار کر) نندی! کاک! یہ کیا ہو رہا ہے!

تم لوگ ابھی تک کام پر کیوں نہیں گئے؟

نندی :- (ڈرتے ڈرتے) وہیں جا رہے تھے دیوی ... مگر ان مکھیا لوگوں کی ہاتھا پائی چھڑنے پر رک گئے۔

غفاریکا :- ارے! ان دنیا والوں لوگوں کے جھگڑے کبھی ختم نہ ہوں گے! ان کو انہیں کے حال پر چھوڑ کر تم جلدی کام پر پہنچو! آج آخری چٹان توڑی جا رہی ہے۔ (تیزی سے نکل جاتی ہے لڑائی جاری رہتی ہے)

دھر :- چھوڑ دو مجھے! میں اس پاپی کو آج یملوک بھیج کر ہی دم لوں گا!

تانترے :- آ! آ! تجھے جہنم کا راستہ دکھا دوں!

نندی (تانترے کو دھکا دے کر چھوڑتے ہوئے) جاؤ! لڑو! مرو!

کاک (دھر کو دھکیل کر) جاؤ! تم بھی نکال لو اپنا اُبال!

تانترے :- ارے تو کیا تم لوگ ہمیں لڑانا چاہتے ہو؟

(اسی وقت کرور اور لاغر کیشپ لاٹھی کے سہارے ڈگمگاتے ہوئے داخل ہوتے ہیں اور سب لوگوں کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں)

کیشپ :- (سب سے) ارے تم لوگ اب تک کام پر نہیں گئے؟

کاک :- (آگے بڑھ کر پرنام کرتے ہوئے) نہیں جا رہے تھے پتا !
مگر ان مکھیا لوگوں کی لڑائی چھڑانے رک گئے :

نندی :- یہ لوگ تو آپس میں مار پٹائی کر رہے تھے !

کیشپ (دھر اور تانترے سے) کیوں سجّن جنو ! یہ کیا حالت بنا رکھی ہے ؟

دھر (شکایت کے لہجہ میں) یہ پاپی سوریہ چندر آدی دیوتاؤں کو جڑ پدارتھ کہہ کر اپمان کرتا ہے :

تانترے :- اور یہ پاپی کہتا ہے کہ ایشور نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں ۔

دھر :- یہ مورکھ ہے :

تانترے :- مورکھ یہی ہے :

کیشپ :- (دکھی دل سے) مورکھ تم دونوں ہی ہو :

دونوں :- (ایک ساتھ) ہم ؟

کیشپ :- ہاں تم دونوں ! اس سمے جب کہ ساری کاشر پرجا دن رات سر توڑ محنت کر رہی ہے — تو تم لوگ ان بے ارتھ کے جھگڑوں میں اپنی شکتی کو نشٹ کر رہے ہو !

دھر :- تو کیا سنسار کو چلانے اور بنانے والے دیوتا بے ارتھ ہیں ؟

تانترے :۔ سب دیوتاؤں کا بھی دیوتا ایشور فضول جھگڑا ہے ؟

کیشپ :۔ ہاں تم لوگوں نے اُسے فضول جھگڑا ہی بنا کر رکھ دیا ہے !

دونوں :۔ ہم نے ؟

کیشپ :۔ ہاں ! ہاں تم مورکھوں نے ! ـــ ایشور اور دیوتا تو من میں ماننے کی بھاؤنائیں ہیں ! نہ کہ اس طرح آپس میں سر پھٹول کرنے کی ؟

تانترے :۔ میں کہتا ہوں ایشور ہی تمام شکتیوں کا سروت ہے ۔

کیشپ :۔ اُس دیالو پربھو نے ہاتھ پیر کان ۔ آنکھ ۔ من بدھی آدی سب کچھ دے کر ہمیں بھی سرو شکتی مان بنا دیا ہے ! جاؤ سب کے ساتھ مل کر کام کرو !

دھر :۔ پرنتو ستیہ کی کھوج ؟

کیشپ :۔ ایشور چیتن ہے ! کرم ہے ! اُدم کرو ۔ کام کرو یہی سب سے بڑا سچ ہے ۔ (ندی اور کاک سے) جاؤ ان دونوں کو پکڑ کر کام پر لے جاؤ (دونوں بھٹ بڑھتے ہیں)

دھر :۔ پرنتو آپ ایک بات تو سنیں . . . .

کیشپ :۔ یہ باتوں کا نہیں کام کا سمے ہے : لے جاؤ انہیں کام پر ! وہیں اِن کو سچے ایشور کے درشن ہوں گے ۔

(کاک اور نندی دونوں کو گھسیٹتے ہوئے لے جانے لگتے ہیں)

نانترے :۔ (جاتے جاتے مڑکر) مگر ہم تو مکھیا لوگ ہیں ۔۔۔۔

کیشپ :۔ (ڈانٹ کر) کوئی نکھٹو مکھیا نہیں ہو سکتا! مکھیا وہ جو سب سے زیادہ کام کرے ؛ سب سے ادھک بلیدان دے !

(کاک اور نندی دونوں کو لے جاتے ہیں
اکیلے کیشپ پریشان حال ، ہاتھ ملتے ہوئے
بڑبڑانے لگتے ہیں ۔ اسی وقت انہیں کو
تلاش کرتی ہوئی سی اپرنا داخل ہوتی ہے)

اپرنا :۔ (داخل ہونے ہی کیشپ کو دیکھ کر) بابا! آپ اس روگی حالت میں کہاں چل پڑے ؟

کیشپ :۔ (کمزور کانپتی ہوئی آواز میں) کام پر ! میں کاشمیروں کی اپنی دھرتی کاشمیر کو دیکھنے کے لیے ہی اب تک جیوت ہوں بیٹی ! تمہاری اور نندی شاریکا کی سیوا نے مجھے بچا لیا نہیں تو کب کا چل بسا ہوتا! مگر

مجھے اِن جھگڑالو لوگوں کی باتیں سُن کر بہت دُکھ ہوتا ہے۔! یہ دھر اور تانترے تو بس ہر وقت لڑتے ہی رہتے ہیں۔ کام چور کہیں کے!

اپرنا:۔ آج پر آگیت! پر کبھی لڑائی ہوتے ہوتے رُکی بابا!

کیشپ:۔ اچھا! کس کی؟

اپرنا:۔ صبح سویرے جب اندر سب گونترلوں میں اپنا اپنا کام بانٹ کر چلے گئے۔ تو دھوبیوں کے حصّے میں بہت کم کام آیا۔ تب اُن لوگوں نے بدگلوں کے بھاگ میں بھی کام کرنا شروع کر دیا — اِس پر بدگل لوگ بھڑک اُٹھے!

کیشپ:۔ اچھا! کام کے لیے گونتروں میں اتنی ہوڑ؟

اپرنا:۔ ہاں! تب دتاتریوں اور اپمنیوں نے دھوبیوں کا ساتھ دیا — ادھر بھاردواج اور اُدگر بدگلوں کی طرف سے اُٹھ کھڑے ہوئے!

کیشپ:۔ تب؟

اپرنا:۔ تب کیا تھا! دونوں طرف سے بھالے اور ترشول تک اٹھا لیے گئے!

کیشپ:۔ شو... شو... شو! کاشیروں میں اتنی مُور کھتا!

اپرنا:۔ اسی وقت ہم تین سو لڑکیاں بیچ بچاؤ کرنے کود

پڑیں ۔ تب کہیں جا کر جھگڑا سماپت ہوا ۔

کیشپ :۔ اور یہ آگ بھڑکانے والا اندر خود کہاں چلا گیا تھا؟

اپرنا :۔ وہ تو اُس وقت لوہاروں کے ٹولے میں کام کر رہا تھا ! پرنتو اس جھگڑے کا تو اُن بیچارے کو پتا بھی نہیں !

کیشپ :۔ اور یہ باقی مکھیا لوگ کہاں مر گئے تھے ؟

اپرنا :۔ رُودر ماتجھیوں کے ساتھ تھے تو ورن براہمنوں کا کام دیکھ رہے تھے ۔ باقی والوں کی کسی نے سُنی تک نہیں ! یہ کاچر، کنجر، جوتر، اور شمبر آدمی بھٹ کسی سے تھمتے ہی نہ تھے ۔

کیشپ :۔ ایک ہی گن کے لوگوں میں اتنی بے دے کا ہونا اچھے لکھشن نہیں ہیں بیٹی ! ایشور ہی سب کو بُدھی دے !

اپرنا :۔ مگر ایک ہی گن میں یہ گوتروں کے الگاؤ کیسے بن گئے بابا ؟

کیشپ :۔ اری بیٹی ! گن تو اُس چلتے پھرتے چھوٹے کنبے کا نام تھا ۔ جو اپنے پشوؤں کے چارے کی تلاش میں آج یہاں کل وہاں گھومتا پھرتا تھا ۔ پرنتو منشیوں اور پشوؤں کی گنتی جب سینکڑوں سے

ہزاروں تک بڑھتی گئی تو تم ہی بتاؤ اتنے بڑے
کُل کا ایک جگہ بناہ کیسے ہوتا ؟

ایرنا :- (حیرانی سے) اتنے سارے پشوؤں کا تو گھاس
چارہ جُٹانا بھی کٹھن ہو جاتا !

کیشپ :- تو بس اِس لئے میں نے بھی اپنے گن پریوار
کو چھوٹے چھوٹے گوتروں میں بانٹ کر الگ الگ
چراگاہوں میں بسا دیا۔ مگر اب تو ایک ایک گوتر
بھی کئی کئی گاؤں میں بٹ گیا گن بیچارے کا تو نام
باقی رہ گیا ہے ! اسی لئے تو میں نے کُل پتی
کا چلن ہٹا کر پنچایتن کی ریتی چلائی ہے۔ تا کہ
سب ہی لوگوں کے وچاروں اور بھاؤناؤں کا
میل ہو سکے۔

ایرنا :- اپنی دھرتی کشمیر کے بن جانے پر تو آپ کا
یہ پریوار اور بھی بڑھنے پھیلنے لگے گا۔ !

کیشپ :- ہاں ! یہ سب اُس ایشور کی کرپا ہے ! یا پھر
اِن رُودر اور اندر کی انتھک محنت کا پھل سمجھو !
سچ پوچھوں تو اِن دو نے ہی میرے سپنے کو
اصلیت کا روپ دے دیا ہے !

ایرنا :- (جھجک کر) اِن دونوں میں تمہیں کون اچھا لگتا ہے

بابا ؟

کیشپ :۔ (جذبات میں) دونوں آدمی ۔ انسان ہی ۔ ویر اور بلوان نوجوان ہیں۔ جیسے میری اپنی ہی جوانی ۔ دو روپوں دوگنی ہوکر واپس آگئی ہو !

اپرنا :۔ پھر بھی کوئی سا تو .....

کیشپ :۔ نہیں ! نہیں ! وہ دونوں ہی میرے ہاتھ ہیں میری آنکھوں کی پتلیاں ہیں ! میں بھلا کس کو کم سمجھوں ؟ (کچھ رک کر مسکراتے ہوئے) تم ہی بتاؤ تمہیں کون اچھا لگتا ہے ؟

اپرنا :۔ (شرماکر منہ پھیرتے ہوئے) اوہ ! میں کیا جانوں ؟ (بات بدلتے ہوئے) مگر بابا ! یہ پانچ برس کا کام تو تین ہی سالوں میں پورا ہو چلا !

کیشپ :۔ ہاں بیٹی ! پربھو کی دیا سے چٹانیں کوئی سلپاٹ پتھر کی نکلیں ! لوہے جیسی دھات ہاتھ لگ گئی ! پھر مزدور کی طاقت ! اندر کی چتورائی اور کاشرون کی ایکتا اس پر براہمنوں کا ساتھ مل جانا ان سب باتوں نے اس مہان یگیہ کو پورن بنایا ہے۔

اپرنا :۔ اچھا ورن کہتے تھے کہ اب تو دس پانچ دنوں میں ہی پانی بہہ نکلنے لگے گا !

کیشپ :۔ (فکر میں) ہاں ! مگر اس پرجگت کا سب سے کٹھن

مرحلہ بھی یہی ہے بیٹی !

اپرنا :۔ کٹھن مرحلہ ؟

(اس وقت ہوا اندر ہانپتا اور گھبرایا ہوا
داخل ہوتا ہے ۔)

اندر :۔ (داخل ہوتے ہی) پدر ! پدر ! منع کر لو اُس رُودر کو ....
منع کرلو !

اپرنا :۔ (گھبرا کر) کیوں کیا بات ہے؟ کوئی جھگڑا ....

اندر :۔ (گھبراہٹ اور جلدی میں) نہیں ! نہیں ! جھگڑا کوئی نہیں ! چٹان کٹ چکی ہے پہاڑی میں سے پانی رسنا شروع ہو گیا ہے ! مگر وہ اب بھی نیچے کی تہہ میں بیٹھا آخری پتھر توڑ رہا ہے !

کیشپ :۔ (بڑبڑاتے ہوئے) ہے پرماتما ! وہ کٹھن گھڑی آپہنچی اب تو رکھیا کرنا !

(پردہ میں شور اور آوازیں)

آواز :۔ نکل آؤ رُودر ! باہر آجاؤ ! پانی زیادہ رسنا شروع ہو گیا ہے

اندر :۔ (گڑگڑا کر) سب لوگ باہر نکل آئے ہیں ! مگر وہ اب بھی نہیں مانتا ! بچالو ! بچالو بابا ۔ اس کو بچالو !

کیشپ :۔ (بڑبڑاتے ہوئے) اگر ان پتھروں کے ہٹتے پانی

کی دھا! ہہ نکلا، تو ہماری برسوں کی محنت اکارتھ جائے
۔۔۔۔ کبھی نہ کبھی سے تو وہ آخری پتھر اوشیہ
توڑنے ہوں گے
!

اپرنا۔ (جھکتے ہوئے) مگر بابا

اندر۔ میں ان براہموں کو وہاں بھیجے دیتا ہوں! مگر
تم ان کو بچا لو!

کیشپ۔ (کانپتی آواز میں) براہموں کو بھیج دوں؟ ۔۔۔ نہیں! نہیں!
میرا رودر اتنا سوارتھی نہیں ہے! وہ کبھی ہٹیں ملنے
گا۔ کبھی نہ مانے گا۔!

(پردہ میں سے شور اور آوازیں) نکل آؤ! نکل آؤ رودر! پانی کا
دباؤ بڑھ رہا ہے!

(رودر کی آواز دور گہرائی میں سے) کوئی پرواہ نہیں۔! اگر یہ
پتھر نہ ٹوٹے تو کام ادھورا رہ جائے گا!

(شور ہوتا ہے)

اندر:۔ سنو! سنو! وہ نہیں مان رہا۔ ۔ ۔ نہیں مان رہا!

اپرنا:۔ (چپ چاپ آنسو پونچھتی ہے)

کیشپ (گھبراہٹ میں) ہے ایشور! ہے پربھو!

آواز (پردہ میں سے) آپ دیر مت کرو رودر! جلدی سے
نکل آؤ! مٹی کے بڑے بڑے تودے چل رہے ہیں!

رُودر کی آواز (گہرائی میں سے) میں اپنے کام کو ادھورا پورا کرکے آؤں گا۔! کچھ چنتا مت کرو!

اندر:۔ (پھر خوشامد کرتے ہوئے) سُنو! سُنو! وہ نہیں مان رہا: (اپرنا سے) تم ہی چل کر کہو اپرنا! شاید تمہارا کہا مان جائے!

کیسپ:۔ انرم ... شانتی .... شانتی ... .شانتی

اپرنا:۔ (چپ چاپ ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھتی رہتی ہے)

اندر:۔ (گھبراہٹ میں ہاتھ ملتا ہے)

اسی وقت پردہ میں شور اٹھتا ہے باندھ پھٹنے کی زوردار آواز دیر تک آتی ہے لوگوں کے چلانے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں:

ا:۔ پکڑو! پکڑو!

ب:۔ رُودر دب جائے گا۔

اپرنا:۔ (بجلی کی تیزی سے اندر کی طرف بھاگتے ہوئے چلا کر) رُودر! میرے رُودر! آ جاؤ! نکل آؤ!...

اپرنا چلی جاتی ہے اُس کی چیخیں دیر تک سُنائی دیتی ہیں۔ اُس کے پیچھے اندر بھی نکل جاتا ہے۔ شور جاری رہتا ہے۔ لاٹھی کے

سہارے کانپتے ہوئے کیشپ بھی
شانتی شانتی کہتے اسی طرف چلے جاتے
ہیں۔ سارے ماحول پر دہشت سی طاری
ہو جاتی ہے۔

پردہ

چھٹا سین

اپرنا گیہ شالہ میں کھلی اُداس بیٹھی دُور دُور
تک پھیلی کاشمیر کی نئی دھرتی کو دیکھ رہی ہے۔
چاروں طرف بہار کے پھول کھل رہے
ہیں۔ دُور کہیں سے کسانوں کے ہنسنے اور
گانے کی آوازیں آ رہی ہیں اُسی وقت حیرت
بھری نگاہوں سے چاروں طرف ڈھونڈھتا
ہوا سا اندر داخل ہوتا ہے۔

اندر:۔ (اپرنا کو بیٹھے دیکھ کر) اپرنا! میری پیاری اپرنا!

اپرنا:۔ (دیوانوں کی طرح چپ رہنے کا اشارہ کر کے منہ پھیر لیتی ہے)

اندر :۔ (جذبات میں) آج ساری کائنات بہادر کا شردوں کو
اُن کی بے مثال کامیابیوں پر بے مثال مبارکباد
پیش کر رہی ہے۔ نئی نویلی دھرتی کا دامن رنگ
برنگے پھولوں کے نایاب تحفوں سے بھر گیا
ہے۔ بدمست بھونرے حسن و عشق کے نغمے
الاپ رہے ہیں سبزہ زاروں کی بساط پر شبنم کے
موتی رقص کر رہے ہیں۔ اور اس جشنِ بہاراں کے
موقعہ پر تم یوں اکیلی اور اُداس بیٹھی ہو؟

اپرنا (دیوانوں کی طرح) ہش ہش!.... چپ! وہ سو
رہا ہے!

اندر (حیرانی سے چاروں طرف دیکھ کر) کون؟ کہاں؟

اپرنا :۔ (اسی دیوانگی میں) وہی! میرا پریتم! تمہارا دوست!
رودر!

اندر :۔ (مایوس ہو کر) کیوں اپنے آپ کو ٹھگتی ہو۔ اُسے
شہید ہوئے تو ایک سال بیت چکا ہے۔ جو
مر گیا ختم ہو گیا! اس صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

اپرنا :۔ (دبی آواز میں) نہیں مرا نہیں! سب کی خاطر بلیدان دیکر
امر ہو گیا ہے! دیوتا بن گیا ہے! بابا کہتے ہیں
دیوتا کبھی نہیں مرتے! کبھی نہیں مرتے!

اِندر:۔ (آہ بھر کر رسمی آوازیں) یہ ٹھیک ہے کہ وہ ہم سب کی ترقی اور بھلائی کی خاطر شہید ہوا۔ آریوں کی یہ قوم یُگوں یُگوں تک اُس کی پرستش کرتی رہے گی۔ مگر ان بیتے خوابوں کے پیچھے تم اپنی اس بیش قیمت جوانی کو یوں برباد مت کرو! مت کرو اپسرنا!

اپرنا:۔ (اُسی دیوانگی میں) ہش! تم چپ رہو وہ جاگ جائے گا!

اِندر:۔ (دُکھی ہو کر) اپرنا! میں کب سے تمہارا منتظر کھڑا ہوں! نکل آؤ! ماضی کے اُن پُرفریب ویرانوں میں سے لوٹ آؤ! وہاں اب کوئی نہیں! کوئی نہیں! کوئی۔۔۔ نہیں ہے!

اپرنا:۔ ہے! میرا رُودر! میرے دل کی گہرائیوں میں سُکھ کی نیند سو رہا ہے (چونک کر) سنو سنو ہوا میں اُسی کے سانسوں کی باس بس رہی ہے۔

اِندر:۔ (گڑگڑا کر) جوانی کے اس سُندر پھول کو یوں ویرانوں میں مت بکھیرو اپرنا! آؤ! آؤ! میری اس سونی جھولی کو پیار کی خیرات سے بھر دو۔

اپرنا:۔ (تیکھی آواز میں) یہ پھول سب کی بھلائی چاہنے والے اُس شیو مہادیو رُودر کے چرنوں پر نچھاور ہو چکا

ہے! اس سے اب کسی دوسرے کی جھولی نہیں بھر سکتی!

اندر :۔ (جھنجھلا کر) مگر کہاں؟ کہاں ہے۔ اس بحر بیکراں کا کنارا! کہاں ہے۔ تمہارے پیار کا وہ سہارا!

اپرنا :۔ (دیوانہ وار مسکراہٹ۔ اور حیرانگی سے) ارے ۔ ۔ ۔ ۔ رے تم اُسے نہیں دیکھ رہے (سنجیدہ آواز میں) وہ اس ہاڈ ماس کی دنیا سے دور پرے! میری انتر آتما کے ست رنگے اُفق پر مسکراتا ہوا سو رہا ہے! سو رہا ہے! قہقہہ! قہقہہ ۔ ۔ ۔ ۔

اندر (چڑھ کر) یہ وہم ہے! خود فریبی ہے! بُت - پرستی ہے!

اپرنا (ان سُنی کر کے) ایک شریر کی قید سے نکل کر وہ اس ہر شئی کے کن کن میں سما گیا ہے سرب دیاپک ہو گیا ہے۔

اندر :۔ اپرنا!

اپرنا :۔ یہ برفانی چوٹیاں اسی کا مکٹ ہیں! کھیتوں کی ہریالی میں اُسی کی جوانی لہرا رہی ہے! پھولوں کی ہنسی میں وہی مسکرا رہا ہے! چھلچھلاتے جھرنوں میں وہی ناچ رہا ہے۔ (دروازے سے آتی ہوئی گیت کی

آواز سن کر) سنو ہٹو: اُن کاشتکاروں کے گیتوں
میں وہی گا رہا ہے۔

اندر:- تم اس زندگی کو ضرور برباد کر کے ہی رہو گی۔؟

اپرنا:- (بے بسی میں) یہ جیون ہے ہی کیا! ایک کھِلا ہوا
پھول دو گھڑی کا مہمان اور پھر دھول کا دھول!

اندر:- یہ تمہیں کیا ہو گیا اپرنا! میری باتوں کو سمجھو!

اپرنا:- (اعتماد کے ساتھ) مجھے کشماں کرو نہ اندر! میں اب
پیچھے نہیں لوٹ سکتی! (منہ پھیر لیتی ہے)

(اندر دو کلوٹے سر تھام کر وہیں بیٹھ جاتا ہے
اسی وقت خوشی سے ہنستی ہوئی شاریکا داخل
ہوتی ہے)

شاریکا:- بدھائی! بدھائی ہو! اندر تمہیں مبارک ہو!

اندر:- (مایوسی میں سر اٹھا کر دیکھتا رہ جاتا ہے)

شاریکا:- گن پنچایت نے تمہیں دو ہزار سپاہیوں کی سینا
دینا مان لیا ہے۔ کل ہی کوچ ہوگا!

اندر:- (مایوسی سے) میں شکر گزار ہوں تم سب کا! مگر
مجھے اب اس کی کوئی ضرورت نہیں!

شاریکا:- (اچنبے میں) کیوں؟ تم اپنے ایمان کو دشمنوں
سے آزاد نہیں کراؤ گے؟

اندر :۔ (ٹھنڈی آہ بھر کر) نہیں!

اپرنا :۔ (تڑپ کر) یہ کایرتا ہے اپنے کرتویہ سے
انکار ہے!

اندر :۔ (دکھ بھری جھنجھلاہٹ کے ساتھ) میری امید: میری ہمت
میرا دل ٹوٹ چکے ہیں

اپرنا :۔ (بھرائی آواز میں) میرے پیار کے نام پر یہ کلنک
مت لگاؤ! اندر! جاؤ! جاؤ! مجھ سی ہزاروں اپرنائیں
تمہاری راہ تاک رہی ہیں!

اندر (خوشی سے چونک کر) تو کیا! تو کیا: تمہارے دل
میں اب بھی میرے لیے کوئی مقام ہے۔

اپرنا (آنسو بھری آنکھوں سے آنکھوں اور سر کو ہلا کر سویکار کرتی ہے)

اندر (خوش ہو کر) تو بس تو میرے لیے اتنا کافی ہے!
تمہاری اس پاک محبت کے سہارے میں زندگی
بھر آزادی وطن کے لیے لڑتا رہوں گا۔

کیشپ :۔ (لاٹھی کے سہارے داخل ہوتے ہوئے لرزتی آواز میں)
شاباش! شاباش! میرے بچے کاشمیر کی یہ دھرتی
تمہیں کبھی نہیں بھولے گی۔ کبھی نہیں بھولے گی۔

اندر :۔ (دوڑا دوڑ ہو کر اپرنا سے) میں لاکھ لاکھ نمسکار کرتا
ہوں تمہیں اور تمہارے دل کے دیوتا اس عظیم

رُودر کو (جلدی میں آنسو چھپاتا ہوا چلا جاتا ہے۔ شاریکا اور کیشپ دیکھتے رہ جاتے ہیں اپرنا سسکتے ہاتی کھڑی رہ جاتی ہے)

کیشپ :- (کچھ دیر بعد سنبھل کر سسکتی اپرنا کا ہاتھ تھامتے ہوئے) چلو بیٹی چلو ہمیں ابھی اپنے رُودر کے بہت سے ادھورے کام پورے کرنے ہیں (دھیرے دھیرے چلنے لگتے ہیں)

پردہ

ختم شد